

سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی رتیسواں بجٹ اجلاس

مباحثات 2016ء

﴿اجلاس منعقدہ 23 جون 2016ء، برطابق 17 رمضان المبارک 1437 ہجری، بروز جمعرات﴾

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
1	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	1
2	دعائے مغفرت۔	2
2	رخصت کی درخواستیں۔	3
3	اسمبلی کے قواعد و انضباط کارمجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 21 (الف) کے اطلاق کو معطل کرنے کے لیے اسمبلی سے اجازت کی بابت وزیر قانون و پارلیمانی امور تحریک پیش کرنا۔	4
3	میزانیہ بابت 2016-17ء پر بحیثیت مجموعی عام بحث۔	5

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 23 جون 2016ء بمطابق 17 رمضان المبارک 1437 ہجری، بروز جمعرات، بوقت شام 4:00 بجے زیر صدارت راحیلہ حمید خان درانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
محترمہ راحیلہ حمید خان درانی (میڈم اسپیکر):۔ السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوا بِمَا نَزَلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ لَا كُفْرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَاَصْلَحَ بِاَلْحَمْدِ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ ط

﴿ پارہ نمبر ۲۶ سورۃ مُحَمَّد آیت نمبر ۱-۲ ﴾

ترجمہ: جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اس پر بھی ایمان لائے جو محمد ﷺ پر اتاری گئی ہے اور دراصل ان کے رب کی طرف سے سچا (دین) بھی وہی ہے، اللہ نے ان کے گناہ دور کر دیئے اور ان کے حال کی اصلاح کر دی۔
وَمَا عَلَيْنَا الْاَلْبَابُ غَط۔

میڈم اسپیکر:- بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھتیران:- ایک چھوٹی سی گزارش کروں گا۔ ایک تو یہ جو کل شہید کیا گیا ہے امجد صابری۔ یہ ہمارا قومی اثاثہ تھا۔ Internanitonl level پر اور پھر ہماری ایک توالی کے حوالے سے قومی پہچان تھا۔ ان کے والد اور ان کے چچا۔ ان کی فاتحہ خوانی کے لیے گزارش کروں گا۔ دوسری جو اہم بات ہے میڈم اسپیکر! ہمارے خان آف قلات کے والد والی نے ریاست تھے۔ ابھی وہ خان قلات ہیں۔ ان کی زوجہ جام غلام قادر کی بیٹی پرنس علی کی بہن۔ جام غلام قادر کی بھانجی ہیں۔ پرنس محی الدین ہمارے سابق وفاقی وزیر رہے ہیں، کی بیٹی۔ ان کی میت آج انگلینڈ سے پاکستان پہنچ رہی ہے۔ چیف منسٹر صاحب شاید کسی meeting میں ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ اُنکے خاندانی سلسلے کو دیکھتے ہوئے Government of Balochistan کی طرف سے باضابطہ portcol کے تحت ان کی deadbody کو receive کیا جائے۔ اور ان کو protocol کے تحت تدفین کے لیے میری گزارش ہے ایوان سے۔ شاید دوست میری حمایت کریں۔ میری سی ایم صاحب سے گزارش ہے کہ ہماری روایت بھی ہے اور انکا protcol بھی بنتا ہے، کہ اسکو سرکاری اعزاز کے ساتھ تدفین کے لیے ان کی deadbody کو پہنچایا جائے۔

میڈم اسپیکر:- سی ایم صاحب آتے ہیں پھر اس کو کریں گے۔ جی فاتحہ کریں۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

میڈم اسپیکر:- سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواست بڑھیں۔

سیکرٹری اسمبلی:- میرا مان اللہ تو تیزی صاحب نے بڑے ٹیلیفون مطلع فرمایا ہے کہ موصوف نجی مصروفیت بنا پر آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔ لہذا ان کی درخواست منظور کی جائے۔

میڈم اسپیکر:- سوال یہ ہے آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔ رخصت منظور ہوئی۔ معزز اراکین اسمبلی آپ بخوبی آگاہ ہیں کہ نظر ثانی شدہ shedule کے مطابق بجٹ سیشن کی آخری نشست بروز اتوار 26 مورخہ جون 2016 کو منعقد ہونا قرار پائی ہے۔ لہذا اس سلسلے میں اس اسمبلی کے قواعد و انضباط کا رمجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 21(الف) کے اطلاق کو معطل کرنے کے لیے اسمبلی سے اجازت کی بابت وزیر قانون و پارلیمانی امور تحریک پیش کریں۔

سردار رضا محمد بڑیچ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ قانون و پارلیمانی امور):- اسمبلی کے قواعد و انضباط کا ر

مجر یہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 225 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ چونکہ نظر ثانی شدہ ہائیڈرو ل کے مطابق بجٹ سیشن کی آخری نشست بروز اتوار مورخہ 26 جون 2016 کو منعقد قرار ہونا پائی ہے، لہذا اس نشست کے انعقاد کو اسمبلی قواعد و انضباط کار کے قاعدہ نمبر 21 (الف) کے تحت تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

میڈم اسپیکر:- تحریک پیش ہوئی۔ آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی؟۔ لہذا اسے اسمبلی قواعد انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 21 (الف) کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے۔

میزانیہ بابت 17-2016ء پر بحیثیت مجموعی عام بحث۔ انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب! آپ میزانیہ بابت 17-2016ء پر بحث کا آغاز کریں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی:- اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ شکر یہ میڈم اسپیکر صاحبہ۔ بجٹ پر میں بحث کرنے سے پہلے ملک کے حوالے سے اور صوبے حوالے سے کچھ کہنا چاہوں گا۔ کہ اس ملک کے لیے صوبے کے لیے اور اس قوم کے لیے اور سیاسی استحکام کے لیے جمہوریت کے لیے ہمارے اکابرین نے قربانیاں دیں خون کے ندی بہائے۔ اس نظام کو مضبوط کرنے کے لیے اور اس system کو بہتر بنانے کے لیے اس کی مثالیں ملتی ہیں ہمارے اپنے۔ اگر شہداء ہم نے دیئے ہیں تو شہداء سکھر کے۔ قصہ خون کے باڑا کے۔ یہاں پر ہمارے سائنس کالج کے چوک پر۔ کچلاک کے شہداء اس کی مثال ہے کہ ہم نے اس نظام کے لیے قربانی دی اور اس ملک کو مستحق کرنے کے لیے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ فخرے افغان باچا خان سے لے کے خان عبدالولی خان، اسفید یار ولی خان۔ آمریتوں کے خلاف وہ لڑتے رہے اور جمہوریت کے مضبوطی کے لیے انہوں نے ہر وقت جیل کی صوبتیں برداشت کیں۔ میرا مقصد یہی ہے کہ ہمیں چاہئے کہ ہمیں جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لیے۔ اس ملک کو مضبوط کرنے کے لیے سب کو مل جو مل کر، اس اسمبلی کو مل جو مل کر کام کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ میں کہوں کہ جب بھی ہم بات کرتے ہیں تو اس پر ہمیں اپوزیشن کے طعنے دیئے جاتے ہیں کہ اپوزیشن کا کوئی حق نہیں ہے۔ میں یہ واضح کہتا ہوں کہ بجٹ بنانا۔ حکومت چلانا حکمرانوں کا کام ہے جو ریٹری پنچر پر بیٹھے ہوئے ہیں ان ممبروں کا کام ہے، جنہوں نے حکومت بنائی۔ لیکن میں اس اسمبلی اس وقت مکمل سمجھتا ہوں جب کوئی اپوزیشن ہوگا۔ کیونکہ اپوزیشن کا کردار نہیں ہوگا تو میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی بھی مکمل میں سمجھتا ہوں کہ نہیں ہوگا۔ عوام کے پاس جائیں گے تو اپوزیشن کی باتیں زیادہ سنتے ہیں۔ اور اپوزیشن کو زیادہ اہم دیتے ہیں۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ یہاں پر ہمارے بلوچستان کے ساتھ ہمارا وفاق کا جو بجٹ ہے اس پر ہم اگر اس طرح غور سے سوچ و فکر کر لیں اور اس کو دیکھ لیں کہ ہمارے ساتھ انصاف کیا ہوئیں ہیں۔ اور ہمارا حق کتنا دیا گیا ہے۔

پہلے تو اگر میں دیکھوں تو وفاق کی طرف سے ہمارے ساتھ جو ہم ہمیشہ بات کرتے ہیں ساحل و مسائل کی بات کرتے ہیں۔ ہم یہاں کے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ تو کیا آج صوبہ جتنا غربت کی زندگی ہم گزار رہے ہیں۔ آج اگر ہم خسارے کا بجٹ ہم پیش کر رہے ہیں۔ اور اس کا مقصد یہ کیوں ہو رہا ہے۔ یہ ہم سوال کر سکتے ہیں۔ اگر آج ہمارا گوادر ہے۔ گودار پوٹ ہے۔ آج اگر ہمارا کاشغر ہے جس طرح ہمارے مولانا وسع صاحب نے اس پر کل تفصیلی بات کی۔ بہت اچھی تقاریر کی اس میں وہ اپنی واضح انہوں نے سب کچھ بتا دیا۔ لیکن اگر ہمیں یہ مل جائے۔ آج ہم اگر ریکوڈک کو۔ اگر اس کی جو ہمارا سونا ہے کا پر ہے اس پر ہماری ملکیت تسلیم کی جائے۔ تو کیا بلوچستان اس طرح خسارے کا بجٹ پیش کر سکتا ہے؟ نہیں کر سکتا ہے۔ ہمارے جو تحفظات ہیں۔ کم از کم میں کہتا ہوں کہ مغربی روٹ جو گودار کاشغر روڈ ہے۔ شاید مولانا وسع صاحب اس طرح نہیں بتایا جس میں ہمارے فنڈنگ ہوئی ہے۔ جو کہتے کہ ہم نے مغربی روٹ کے لیے رکھا ہے۔ کیا رکھا ہے؟ پچھلے سال کیا رکھا تھا؟ اس سال وفاقی بجٹ میں کیا رکھا ہے؟ ہمارے مغربی روٹ کے لیے کچھ بھی نہیں رکھا ہے۔ یہاں تک ہماری سینٹ کی کمیٹی آئی۔ انہوں نے یہاں پر visit کیا۔ سینٹر داؤد خان کی سربراہی میں۔ وہاں ابھی تک فیوز تیلٹی پر رپورٹ نہیں بنائی گئی ہے جناب اسپیکر صاحبہ! جب آپ کسی پروجیکٹ کو fusible کر دیتے ہوں تو تب اس کی ڈیزائننگ ہوتی ہے۔ اس لی کیلئے پلاننگ بنایا جاتا ہے۔ اس کا PC-1 بنایا جاتا ہے۔ پھر اس لیے فنڈنگ ہوتی ہے اور کام ہوتا ہے۔ یہاں پر مغربی روٹ کے لیے کوئی چیز نہیں رکھی گئی ہے میڈیم اسپیکر صاحبہ! ہماری تحفظات یہی ہیں کہ ہمیں دیا جائے یہ چیزیں جو ہم چاہتے ہیں۔ ہمارے وہ جو پراجیکٹس جو ہمارے ترقی کے جو مناظر جو ہیں ہمیں دیدیتے ہیں۔ ہمارے غریب عوام جو وہ آگے تک لے جاتے ہیں۔ اس کو ہم نہیں دے سکتے۔ جب ہم بات کرتے ہیں وہاں سے پنجاب کے جو پیرارل اس کاشغر روٹ کے پیسے اس کے سی پیک سے loan لیا گیا چائنا سے۔ اور ایک پیرارل جو ہے وہ موٹروے بنا رہے ہیں وہاں ملتان سے لاہور تک اور ایک پورا ناموٹروے جا رہا ہے۔ ایک فیصل آباد کو tech کر کے جا رہا ہے۔ اسی پیسے سے یہ مغربی روٹ مکمل ہو رہا ہے۔ جب ہم بات کرتے ہیں پھر کہتے ہیں جی یہ جو ہے سازشی عنصر ہیں۔ اس سی پیک کو خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم کیوں خراب کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہم اپنے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ ہم ریکوڈک پر اپنے ساحل و مسائل کی بات کرتے ہیں۔ ریکوڈک چاہتے ہیں۔ ہم سینڈک چاہتے ہیں۔ ہمارا گیس یہاں سے نکلتی ہے۔ ہمارا منرل یہاں سے نکلتا ہے۔ ہمارا سمندر ہے۔ ہم اس کو آباد کرنے کی بات کرتے ہیں۔ یہ تینوں صوبوں میں جب ایک بڑا صوبہ ایک بات کرتے ہیں تو وہ ہم پر الزامات لگاتے ہیں۔ تو یہ مقصد تو نہیں ہے کہ پاکستان کا مطالبہ پنجاب ہو اور

پنجاب کا مطالبہ پاکستان ہو۔ اس سے تو نہیں چل سکتا ہے۔ چلے گا تو اس چھوٹے صوبوں کو اعتماد میں لیکر ایک جمہوری نظام کو آپ مستحکم کرنے کے لیے یہ system آگے چلے گا۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ ہمارے حقوق پر ہمارا حصہ تسلیم کیا جائے۔ یہ جو جمہوری نا انصافیاں ہیں۔ سماجی نا انصافیوں کو ختم کرنے کے لیے یہی طریقہ چاہتے ہیں کہ ہم سب مل کے جب تک بلوچستان کے عوام کو۔ بلوچستان کے منتخب نمائندوں کو اختیار نہیں دیں جاتے ہیں۔ تب تک ہم اسی طرح روتے رہیں گے۔ اور یہ جو بجٹ ہمارا ہے۔ اس کو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح یہ بنایا گیا ہے۔ تھوڑا سا میں اُس بجٹ کی طرف پھر آؤں گا۔ میں تو اس طرح آؤں گا۔ جس طرح ہمارا بجٹ پیش ہوا ہے۔ اس بجٹ کو بھی آپ لے لیں۔ اس میں بھی تو کامیابیاں ہیں ہمارے اکابرین کے۔ 2008 کے بجٹ کو آپ لے لیں۔ 71 ارب روپے ٹوٹل بجٹ تھا 2008 کا۔ اُس میں 15 ارب جو تھا ہمارا ترقیاتی بجٹ تھا۔ اور بقایا جو بیچ گیا وہ ہمارا جو ہے نان ڈولپمنٹ بجٹ تھا وہ پیش ہوا۔ تو پھر 2009 نمیں تھوڑی سی جو ہے اس میں زیادتی ہوئی ہے۔ یہ کس نے کیا؟ یہ کون اسکے جو ہیں انہوں نے اتنی کوشش کی آج ہم تین سو ارب تک بجٹ ہم پیش کر رہے ہیں۔ تو یہ ہماری پچھلے government کی کارکردگی ہے۔ ہمارا اسفندیار خان نے۔ میں بات کروں جب زرداری صاحب اس وقت جب اُس وقت president تھے۔ ان کی کاوشوں سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ ہماری جتنی بھی پارٹیاں ہیں اس وقت کی گورنمنٹ میں حصہ رکھتی تھی۔ یہ ہمارا chief minister تھے نواب اسلم ریسانی صاحب۔ میں آپ کو کہتا ہوں کہ 2008ء میں جب ہم جاتے تھے اسلام آباد۔ ہمارے پاس تنخواہوں کے پیسے نہیں ہوتے تھے۔ یہ ہمارے نواب صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے جعفر خان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے سردار صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ سب گواہ ہیں اس وقت Minister تھے یہ سارے۔ ادھر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس اسمبلی میں ہم اس پر بات کرتے تھے۔ ہم جا کے کتنے دفعہ نواب اسلم ریسانی صاحب آگے ہوتے تھے۔ ہم پیچھے ہوتے تھے ہم بھیک مانگتے تھے کہ جی ہمارے تنخواہوں کے پیسے دے دیں۔ ہمیں کچھ نہیں ملتا تھا۔ لیکن جب N.F.C Award آیا۔ اور جب اٹھارویں ترمیم کے تحت ہمیں کچھ اختیارات ملے تو یہ پچھلے government کی کارکردگی تھی۔ جب ہمیں صوبہ پنجتنخواہ ملا۔ یہ کس کی کارکردگی تھی؟ یہ تو عوامی نیشنل پارٹی تھی۔ جب ہم وہ کہتے تھے کہ 30 سال پہلے ہم بات کرتے تھے کہ ہمیں provincial autonomy چاہیے۔ تو جب ہمیں وہ عطا کرتے تھے۔ تو ابھی ہمیں ملیں۔ اٹھارویں ترمیم کے تحت ملا۔ کوئی ایسا پارٹی بتادیں پاکستان میں کہ اس نے کہا کہ ہم اس سے متفق نہیں ہیں۔ ہم اس صوبائی provincial autonomy کو نہیں چاہتے۔ سب نے اس پر دستخط کیے۔ تو یہ اس

government کارکردگی ہے۔ آج ہمیں تین سو ارب روپے جب بجٹ ملتا ہے تو N.F.C Award کے تحت ہمارا جو حصہ تھا 9.02 ہو گیا تو تب ملا۔ اس میں پنجاب حکومت نے ہمارا ساتھ دیا۔ یہ ٹھیک ہے میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی ویڈیو کر دیتا ہے تو پھر وہ منصوبہ جو ہے وہ ڈوب جاتا ہے۔ لیکن پنجاب نے ہمارے ساتھ مل کے انہوں جو ہماری strategy بنائی۔ اس کے تحت ہمیں یہاں تک پہنچا کر ہم اس بجٹ کے حقدار ہوئے۔ ابھی ہم اس بجٹ کو خرچ کس طرح کرتے ہیں؟ ہم اس بجٹ کو پیش کس طرح کرتے ہیں؟ ہمارے اس بجٹ کا طریقے کا کیا ہونا چاہئے؟ طریقے کا کیا ہوتا ہے۔ بجٹ کا طریقے کا یہی ہوتا ہے کہ جنوری میں آپ feasibility report فروری میں ہوتا ہے اس بجٹ کیلئے feasibility report بنتی ہے۔ تب وہ جا کر مئی میں آپ اسکو approved کرتے ہو۔ آپ پر approved اسکیم PSDP کا حصہ بنتا ہے۔ اور تب بجٹ ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے آپ دیکھوں کوئی approved اسکیم آپ بتادیں اس PSDP کے book میں۔ یہ پچھلے government سے چلا آ رہا ہے۔ ہم تو ایک رات میں PSDP بناتے ہیں۔ ہمارے PSDP کا طریقہ تو یہی ہے ہم راتوں رات بیٹھ کر پھر چھاپتے ہیں۔ تب جب آپ اس بجٹ کو گورنر sign کر کے بھیجتا ہے۔ جب ہمارے Chief Minister صاحب اس کو sign کر کے بھیجتا ہے۔ جب ہمارے صوبائی کینٹ سے ہو کر پاس ہوتا ہے۔ جب یہ آ کر اسمبلی سے پاس ہوتا ہے۔ پھر یہ ہماری تو ہین نہیں کہ جب۔۔۔ اس کے بعد ہوتی ہے اس پر۔ یہ ہماری تو ہین نہیں ہے کہ ایک سیکشن آفیسر کے پاس پھر جاتا ہے۔ اس کو approved اور non-approved اور napred کرتے ہیں۔ جب ایک چیز یہاں سے approved ہوتی ہے۔ اس اسکیم کو پھر آپ کیسے non approved کرتے ہو؟ یہ تو ہماری تو ہین ہے۔ اس اسمبلی کی تو ہین ہے۔ اس book کو آپ نے اتوار کو منظور کرنا ہے اس بجٹ کو۔ پھر اس پر کوئی حق کسی کا بنتا ہے اس کو non approved کر لیں۔ یہ تو اس اسمبلی کی تو ہین ہے۔ میں اپنے وزیر اعلیٰ اور اپنی صوبائی کینٹ کی جو ہے تو ہین ہے۔ میں یہ کہتا ہوں یا اس PSDP کو۔ اس بجٹ کو پہلے سے بننا چاہیے تھا۔ میں اس approved scheme۔ یہ آپ دیکھو ایک گورنمنٹ اپنا پانچ سالہ منصوبہ مکمل کرنے کیلئے ایک سسٹم بناتا ہے اور آپ کے آرٹیکل 88 سے لیکر 84 تک قومی اسمبلی مرکز کے تحت اپنا رولز آف بزنس کے تحت اس کے لئے approved اسکیم بناتے ہیں۔ 2014ء میں یہ ہمارا رولز آف بزنس پاس ہوا ہے۔ اُس کے تحت ہمارے PSDP کو بننا چاہئے لیکن ہم نہیں بناتے ہیں۔ ہم بیٹھ کر ایک رات میں بناتے ہیں۔ پھر بنتا کیا ہے؟ اسکیم سارے mix ہو جاتے ہیں آپ کے approved اسکیم

non-approved میں چلے جاتے ہیں۔ ابھی میں آجاتا ہوں بجٹ پر اگر آپ 16-2015ء کا بجٹ لے لیں تو ٹوٹل بجٹ 243 ارب روپے کا بجٹ تھا۔ اس میں ہمارا 52 ارب ڈولپمنٹ کا اور 189 نان ڈولپمنٹ کا اور 26 ارب روپے تھا ہمارا خسارہ۔ اب مالی سال 17-2016ء کا بجٹ لے لیں یہ 289 ارب روپے کا ہے۔ اس میں 71 ارب آپکا ڈولپمنٹ اور 218 نان ڈولپمنٹ اور 36 ارب کا ہمارا خسارہ ہے۔ ابھی میں اسکو آپ کو سیکٹر وائز میں اسکو تقسیم کر کے دیتا ہوں آپکو۔ ہمارا اگر آپ وائٹ پیپر لے لیں۔ وائٹ پیپر کے صفحہ نمبر 49 پر یہ تین حصوں میں تقسیم ہوا ہے۔ ایک پروڈیکشن سیکٹر۔ ایک سوشل سیکٹر اور انفراسٹرکچر سیکٹر اسکے مختلف انہوں نے حصے بنائیں ہیں۔ 6 پوائنٹ 58، 37%، 28%، یہ ٹوٹل آپ کے ترقیاتی بجٹ %72 بنتا ہے ابھی آپ آجائے 72 جو بچ گئے ہیں۔ یہ %27.8 یہ کدھر ہے یہ کہاں خرچ ہو رہے ہیں؟ اس کی تفصیل چاہئے ہمیں۔ اس کی تفصیل چاہئے کہ یہ پیسے کہاں پھر کس سیکٹر میں خرچ ہوئے؟ یہ development sector ابھی اگر اس میں دیکھ لیں۔ پھر اس کے بعد جو نان ڈولپمنٹ سیکٹر میں 218 ارب ہے اس میں 122 تنخواہوں میں چلے جاتے ہیں۔ ہم لوگ اس پر لڑتے ہیں اس PSDP پر کہ ہمارے ڈولپمنٹ فنڈ کہاں گیا۔ لیکن میں نان ڈولپمنٹ فنڈ کی بات کر رہا ہوں 218، 222، 122 ارب روپے آپ کے تنخواہوں میں جاتے ہیں۔ بقایا جو بچا ہے 96 ارب روپے وہ کہاں گئے۔ ہمیں اس کی بھی تفصیل چاہئے کہ وہ آپ کے نان ڈولپمنٹ میں۔ اس ایوان کے توسط سے کہتا ہوں کہ اس بجٹ پر جو آپ لوگ کر رہے ہیں۔ اس کی بھی تفصیل ہمیں دیا جائے کہ وہ 96 ارب روپے کہاں پر نان ڈولپمنٹ میں جارہے ہیں۔ اس کی بھی تفصیل ہمارے پاس نہیں۔ اس طرح جاتے ہوئے مختلف سیکٹر میں جو ہمارے روڈز ہیں۔ ہمارے ایجوکیشن۔ ہمارے ہیلتھ۔ ہمارے جو ڈولپمنٹ سیکٹر میں رکھے ہیں۔ اس میں بھی ایسے امتیازی سلوک رکھا گیا ہے ایسے طریقے سے کہ وہ اس کو بھی تعصب اور ایک خاص مقصد کیلئے عام جو تقسیم ہوتی ہے اس کو منصفانہ طریقے سے نہیں رکھا گیا۔ اب ہمارے روڈز ہیں آپ دیکھے 100 ارب روپے سے زیادہ ہمارے روڈوں پر دس سال لے لیں کہ خرچے ہوئے ہیں۔ آپ کوئی روڈ بتادیں کسی صوبے کو صوبے سے ملایا ہو۔ کسی ڈسٹرکٹ کو ڈسٹرکٹ سے ملایا ہو۔ کوئی ایسا بڑا روڈ۔ کوئی نہیں۔ میرانی خیل روڈ بن رہا ہے۔ یہ 2002 سے شروع ہے۔ ابھی تک اسکو ongoing میں جاتے ہوئے پتہ نہیں کہ وہ دس ارب میں بنتا ہے یا بیس ارب میں بنتا ہے۔ یہ اُس وقت ایک ارب کا پراجیکٹ تھا۔ اور پھر وفاقی حکومت کا واضح احکامات ہیں کہ ongoing اسکیم کو پانچ سال میں مکمل کرنا چاہئے۔ ہم لوگ اس بنیاد ongoing اسکیم شامل نہیں کرتے

ہیں۔ کہ جی یہ اپوزیشن کی طرف سے یہ اسکیمات ہیں اس کو ختم کر دیں۔ میں آپ کو ایک PSDP بتاتا ہوں جو تین PSDP آپ اس کو لے لیں۔ PSDP نمبر جو ابھی نئے بنائے ہوئے ہیں میرے اپنے ایک PSDP ہے۔ ایک تو ہم چار سکول بناتے ہیں چار سکول ongoing میں ہے ان کو اپ گریڈ کرنا ہے یا نئے سکول ہے۔ چالیس لاکھ اُن کی ٹوٹل تخمینہ لاگت ہے۔ اس دفعہ کتنا رکھا ہے۔ PSDP نمبر 1251 اسمیں دو لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ongoing میں۔ مذاق ہے۔ مطلب یہ تو انتقامی کارروائیوں پر ہوتا۔ پیسے نہیں کس طریقے سے نواب صاحب سُن لے اس کیلئے دو لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ اس طرح آپ ہر اسکیم اٹھالیں دس دس کروڑ کے اسکیم کے لئے پندرہ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ongoing میں تو اس کو ختم کر دیتے اس کو delete کرتے اس کا فائدہ کیا ہے۔ یہ تو آپ کسی کو ذلیل کرنے کی بات کر رہے ہیں مطلب دو لاکھ روپے سے آپ کیا کریں گے۔ میرے ساڑھے تین کروڑ روپے کا روڈ تھا اُس میں پچھلے سال 38 لاکھ روپے رکھا گیا ایک کلومیٹر بھی نہیں بنتا ہے۔ مطلب ایسا نہ کیا جائے یہ جو ہے اپوزیشن کے اسکیمات ہیں۔ یہ ٹریڈری پنچر کے اسکیمات ہیں۔ اور ایسے PSDP نمبر بتادوں کہ ongoing 100% رکھا گیا ہے۔ 100% اسکو مکمل کرنے کیلئے پیسے دیئے گئے ہیں۔ پھر وہ کدھر سے آئے؟۔ میں اتنا کہتا ہوں وزیر اعلیٰ صاحب کو اور اس کی ٹیم کو کہ اس کو اس طریقے سے بنائے تاکہ لوگ مطمئن ہو۔ یہ غریب عوام کے پیسے ہیں۔ یہ کسی کے ذاتی جائیداد کے پیسے نہیں۔ یہ تو بلوچستان کے عوام کے پیسے ہیں۔ یہ تو گورنمنٹ سے آتے ہیں۔ وفاق سے آتے ہیں۔ ہمارے ٹیکسوں کے پیسے ہیں۔ ہمیں اس کو ایمانداری سے خرچ کرنا ہے۔ ہم کو اس میں خیانت نہیں کرنی ہے۔ ہمیں وہ پیسے ہر حلقے کو دینا چاہئے۔ یہاں پر 65 ممبر بیٹھے ہوئے ہیں۔ 65 کے 65 ممبروں کو انصاف کے تقاضے پورا کر کے ان کو مساوی بنیادوں پر دینا چاہئے۔ یہ نہ ہو میں کیا تجویز دے دوں میں تو اتنا کہہ سکتا ہوں۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو اس وقت تھے نہیں میں اتنا کہوں گا میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس نے بجٹ پیش کی ہے۔ ان کا پہلا بجٹ تھا۔ لیکن اس کے جو خاص اسکیمات ہیں جس طرح Greater water supply scheme ہے بہت بڑا اسکیم ہے میں اس کو appreciate کرتا ہوں کل ہمارے لیڈر آف اپوزیشن نے بھی کیا۔ لیکن اس کے لئے آپ نے دس ارب روپے رکھے ہیں۔ بیسپاک کہتا ہے کہ ایک سال ہمیں سروے کے لئے چاہئے۔ تو پھر یہ پیسے کہاں جائینگے۔ کس کی نظر ہوتے ہیں۔ یہ دیکھو کرپشن کی نظر اس طرح یہ پیسے ہوتے ہیں۔ ہمارے صوبے میں کرپشن ہوا تاریخ کا سب سے بدترین کرپشن ہوا اور یہ وہی پیسے ہوتے جس کا ہمارے پاس حساب نہیں ہوتا ہے۔ جس طرح میں 96 ارب بتایا اُس سے پہلے جو ڈیپلمنٹ 27 ارب جس کا کوئی حساب

ہمارے پاس نہیں ہوتا ہے اس کو رکھنا چاہئے اسمبلی کے سامنے لانا چاہئے ٹوٹل تفصیل لانا چاہئے۔ ہمارے فنانس اور P&D کے ACS سے اور فنانس سیکرٹری سے یہی درخواست ہے تو جب آپ کرپشن بند کروں گے۔ تو یہ نیپاک جب کہتا ہے کہ ہمارے سروے کیلئے فیزیبلٹی رپورٹ کے لئے بہت بڑا اسکیم ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہ بہت بڑا تحفہ ہوگا ہمارے گورنمنٹ کیلئے سب کی میں بات کرونگا کہ اگر وہ اسکو کونٹے کے لئے مکمل کریں گے۔ یہ ہمارے پانی کا مسئلہ ہے کہ ہمیں پینے کا پانی نہیں مل رہا ہے۔ دوسرا ہمارا ماس ٹرانزٹ سسٹم بنایا ہے۔ یہ غریب عوام کو فائدہ دے گا۔ ایک آدمی مستونگ یا کچلاک تک جاتا ہے پانچ سو روپے دیتا ہے۔ تو جس طرح اسلام آباد میں ہے کہ وہ بیس روپے پر ہر جگہ پہنچ سکتا ہے۔ گرین بس چینل ہے۔ وہ صحیح ہے۔ لیکن میں اتنا کہوں گا کہ یہ جو خامیاں ہیں ابھی نان ڈویلپمنٹ کے اسکیمات ہیں۔ یہ خامیاں ہمیں دور کرنی چاہئے۔ اس پراجیکٹ کے تحت ہمارے اس PSDP کو کچھ تقویت ملی ہے۔ کہ لوگ کہتے ہیں کہ ماشاء اللہ عام عوام کہتا ہے کہ اچھا سا بجٹ ہمارے وزیر اعلیٰ اور اس کی ٹیم نے پیش کی ہے۔ اس پر میں تو ان مبارکباد دیتا ہوں وزیر اعلیٰ صاحب کو ان چیزوں پر کہ انہوں نے اس بجٹ میں رکھا ہے۔ ایک اچھا عمل ہے اور ساتھ یہ بھی کہوں گا کہ اس بجٹ کے خامیوں کو دور کرنے کے لئے revist کرنا چاہئے۔ دوبارہ اس پر غور کرنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ اسکو چھوڑنا چاہئے۔ آپ کے نان ڈویلپمنٹ کے سیونگ مشینیں تھیں کہتے ہیں کہ ہم نہیں رکھ سکتے ہیں آج آپ کے ڈویلپمنٹ PSDP میں رکھے گئے ہیں آپ سیونگ مشین کس طرح دے سکتے ہوں ڈویلپمنٹ میں؟ یہ تو نان ڈویلپمنٹ کا آسٹم ہے۔ آپ کے PSDP نمبر 1930 سب کا ہے کوئی ہمارا 1931 یہاں کا کوئی PSDP ہے۔ اُس میں رکھے ہوئے ہیں یہ سارے پیسے یہ کدھر جا رہے ہیں یہ نوٹ کر لے ان چیزوں کو یہ تو میں ان کو کہتا ہوں۔

میڈم اسپیکر:- Windup کریں۔ آپ کی speech پندرہ منٹ ہو گئے۔

انجینئر زمر خان اچکزئی:- جی میڈم اسپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ ان چیزوں کو یہ جو بجٹ ہے میں خصوصاً یہ کہوں گا اس پر ہمارے تحفظات ہیں۔ میں تجاویز دیتا ہوں۔ کچھ تجاویز میں نے دیئے تھے۔ جو میں نے کہا کہ یہ ایک سو بائیس ارب روپے جو۔ وہ میں نے آپ کو بتا دیا۔ لیکن میں آخر میں اتنا کہوں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو ایک تجویز دیتا ہوں کہ ایک کمیٹی بنائیں۔ شاید ہمارے اپوزیشن کو کوئی پھر برداشت کرنے کا حوصلہ نہ ہو۔ کہ اگر ہمارے اپوزیشن کا لیڈر یا ہمارا کوئی ممبر اس میں بیٹھ جائے۔ اس پر وہ غور کریں کہ وہ خامیاں نکال لیں۔ یہ نہیں ہے کہ شاید وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں نہ ہو یہ چیزیں۔ ایسا نہیں کہ اُن کو پی اینڈ ڈی کا بھی پتہ اُن کو فنانس کا بھی پتہ

ہو۔ پہلے کرپشن کا راستہ روکنا چاہئے اور کرپشن کے ساتھ PSDP میں نواب صاحب خامیاں ہیں ان کو دور کرنے کیلئے revist کریں۔ دوبارہ اس پر غور کر لیں۔ اور ہو سکتا ہے اپوزیشن کا کوئی ممبر اس ٹیم میں ہو۔ زیارتوال صاحب سے پوچھ لیں اگر وہ اس پر agree ہوتے ہیں تو آپ کر لیں۔ کیونکہ یہ روز ہیں۔ 2013ء میں زیارتوال صاحب نے خود case کیا تھا۔ اور میرے اسکیمات تھیں میں کورٹ میں پیش ہوا تھا کہ ان unapproved اسکیموں کی خلاف وہ گیا تھا۔ نہیں ہونا چاہئے۔ اور سپریم کورٹ کا فیصلہ پڑا ہوا ہے کہ approved اسکیم جو ہے PSDP کا حصہ ہونا چاہئے۔ آج کدھر گیا وہ فیصلہ؟۔ ابھی زیارتوال خود اس فیصلے کے خلاف جارہا ہے۔ ہماری گورنمنٹ اس کے خلاف جارہا ہے۔ کم از کم اس فیصلے کا احترام کرنا چاہئے ہمارے سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے۔ کوئی عام روڈ پر کسی نے نہیں کیا۔ آخر میں ایک بار پھر یہی کہو گا کہ کمیٹی بنائی جائے۔ اور اس کو دیکھا جائے جو بھی اسکیمات ہیں۔ نواب صاحب کو ایک بار پھر پہلی بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ شاید ہماری جو تجاویز ہیں وہ اُس کو سامنے رکھ کر شاید اُس پر عملدرآمد کر لیں۔ شکر یہ۔

میڈم اسپیکر:- ولیم برکت صاحب۔

ولیم جان برکت:- شکر یہ میڈم اسپیکر صاحبہ کہ آپ نے مجھے بجٹ 2016-17ء پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ سب سے پہلے تو میں قائد ایوان نواب ثناء اللہ خان زہری اور کابینہ کے اراکین اور اسکے ساتھ جتنی بھی ٹیم ہے جنہوں نے اس بجٹ کو بنایا اور اسمیں انہوں اپنے دسیتاب وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے ہر شعبہ کو اُس میں اہمیت دیں۔ دل کی گہرائیوں سے میں اسکو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میڈم اسپیکر! بجٹ میں بڑی خوش آئند بات یہ ہے کہ کوئٹہ جو دارالخلافہ ہے جو ہمارے صوبے کی آبادی کا نصف یہاں پر تقریباً مقیم ہیں۔ اس پر بہت زیادہ توجہ دی گئی۔ اور اُس کیلئے جہاں ماسک ٹرانزٹ ٹرین کا ذکر ہے۔ گرین بس چلانے کا ذکر ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو غریب اور متوسط طبقے کے سفری سہولیات کیلئے آسانیاں پیدا کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس بجٹ میں کوئٹہ کو خوبصورت بنانے کیلئے خطیر رقم رکھی گئی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہم سب کی خوش نصیبی ہوگی کہ ہمارے وزیر اعلیٰ نے اپنے ٹیم کے ذریعے سے سوچا کہ دوسرے صوبوں کے درالخلافہ کی طرح ہمارا یہ شہر بھی خوبصورت ترین شہر بن جائے۔ میڈم اسپیکر! اس کے علاوہ ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کیلئے پیسہ رکھا گیا۔ کہ اس کو خوبصورت بنایا جائے شاید اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ اور ایک کوئٹہ کے بوجھ کو کم کرنے کیلئے اقدام کیا گیا وہ ہے ڈسٹرکٹ ہسپتالوں کو گرانٹ دینا۔ کیونکہ ہم سب جانتے ہیں کہ دور افتادہ جتنے بھی ہمارے شہر ہیں وہاں سے مریض کوئٹہ آتے

ہیں۔ اور کوئٹہ کے ہسپتالوں پر اس کا بڑا بوجھ ہوتا ہے۔ اگر ان کو اپنی دہلیز کے قریب علاج و معالجے کی سہولیات ملیں گے تو یقیناً یہ کوئٹہ کے شہریوں کے لئے بھی ایک اچھا اقدام ہوگا۔ اس کے علاوہ ایک اور جو منفرد بات اس بجٹ میں نظر آتی ہے۔ وہ پہلی بار صوبائی حکومت کی جانب سے صوبے کے ہونہار طلباء اور طالبات میں لیپ ٹاٹ کی تقسیم۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہ اقدام ہیں جو تعلیم کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ ایسے طالب علموں کی حوصلہ افزائی کیلئے بہت ضروری تھا۔ اس کے لئے بھی ہمارے وزیر اعلیٰ مبارکبادی کے مستحق ہیں۔ ایک اور اچھی بات اس بجٹ میں نظر آتی ہے کہ ہر سرکاری تعلیمی ادارے کو آپ بھی visit کرتی رہی اور ہم بھی کرتے ہیں۔ کہ اکثر تعلیمی اداروں میں یہ دونوں سہولتیں نہیں تھیں جو اس بجٹ میں رکھی گئی۔ پینے کے پانی کا مسئلہ اور واش رومز۔ یہ انتہائی ضروری تھے اور اس کے لئے ایک ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ یقیناً یہ والدین کیلئے اُس علاقے کے لوگوں کے لئے اور بچوں کے لئے ایک احسن اقدام ہیں۔ میڈم اسپیکر صاحبہ اب میں۔ اس میں ایک اور جو اچھی بات ہے۔ اس سے پہلے کہ میں اقلیتوں کی طرف آؤں۔ وہ ہے اسپیشل بچوں اور لڑکیوں کیلئے ایک انٹر کالج کے قیام کا اس میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس طریقے سے معاشرے کے ایک اور کمزور طبقہ جو تھا اس کو بھی اس بجٹ میں باقاعدہ طور پر حصہ ملا ہے کہ ان کیلئے ایک انٹر کالج بنے گا۔ اور اس طریقے سے وہ اپنی تعلیم کو پورا کرتے ہوئے اپنے احساس محرومی کو کم سمجھیں گے اور عام آدمی کی طرح اپنی ذمہ داریاں پورا کرنے کا ان کو موقع ملے گا۔ اب میں تھوڑا آؤنگا اقلیتوں کے بارے میں۔ اقلیتوں کے بارے میں ہمارے وزیر اعلیٰ بلوچستان نواب ثناء اللہ خان زہری صاحب نے فرمایا اور بجٹ تقریر میں لکھا ہے کہ ان کے آئینی حقوق کا تحفظ کیا جائیگا اور ملازمتوں میں ان کا جو دیا گیا کوٹہ ہے پانچ پرسنٹ اس پر سختی سے عمل کیا جائے۔ یقیناً یہ ہم سب کیلئے بڑی خوش آئید بات ہے لیکن میں یہاں پر بڑے ادب کے ساتھ گوش گزار کرونگا کہ 13 مارچ 2015 کو اسی اسمبلی کے فورم پر ہم نے ایک قرارداد منظور کی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ اس کوٹہ کیساتھ جتنے بھی فنی تعلیمی ادارے ہیں اس میں بھی پانچ پرسنٹ کوٹہ جو ہے اقلیتی طالب علموں کیلئے رکھا جائیگا۔ ہماری گزارش ہے کہ برائے مہربانی اس کو دیکھا جائے اور فنی جتنے بھی تعلیمی ادارے ہیں وہاں پر بھی اقلیتی طلباء اور طالبات کیلئے اس کوٹہ کو مختص کرنے کے اقدامات جاری کیئے جائیں۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! اس کے ساتھ میں گزارش یہ کرونگا کہ اقلیتی طلباء اور طالبات اور نوجوان نسل کی ذہنی تخلیقی سوچ کو فروغ دینے کیلئے 2015ء میں میں نے اپنے فنڈز سے ایک اسکیم رکھی تھی جس کا نام رکھا تھا کلچرل کمپلکس کی تعمیر۔ اس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ وہاں سے اقلیتی طلباء اور طالبات اور نوجوان وہاں سے اپنی ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں کو جاری کریں گے۔ اور اس طریقے سے بلوچستان میں بھی جس طرح دوسرے صوبوں میں

اقلیتی نامور شاعر ہے ادیب ہے ہم یہاں پر ایسے مواقع فراہم کریں کہ اقلیتی نوجوان ادیب شاعر اینکر حضرات بن سکیں۔ اس کیلئے رقم رکھی گئی اور پھر اسی ماہ میں اس رقم میں سے اس کے زمین کا حصول ممکن ہوا جو دو ایکڑ تھا۔ اس کے ساتھ ہی ہماری ایک اور بڑی ضرورت تھی اقلیتوں کی قبرستان کی زمین کیلئے۔ اس کیلئے بھی پیسہ رکھا گیا اور اس زمین کو بھی حاصل کیا۔ چونکہ آپ سب جانتے ہیں کہ جون کے مہنے کے بعد تمام اسکیمیں جو ہے ان کو ongoing میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اور ہماری یہ amount جو تقریباً ساڑھے پانچ کروڑ روپے بنتی تھی۔ اس کی چار دیواری کیلئے ڈو پلمنٹ کیلئے وہ اس میں رکھ دی گئی۔ جب یہ بک چھپی ہے تو اب اس میں ان کیلئے پندرہ پندرہ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اب گزارش یہ ہے کہ ان پندرہ پندرہ لاکھ سے کیا ڈو پلمنٹ ہوگی۔ ہماری اپنے انسان دوست اور اقلیتوں کے محافظ وزیر اعلیٰ سے درخواست ہے کہ اس پر خصوصی توجہ دی جائے تاکہ ہم ان اسکیمات کو مکمل کر سکیں۔ ورنہ یہ لینڈ مافیا کی نظر ہو جائیگی۔ اور نہ صرف ان کیلئے بلکہ ان میں مختلف ڈو پلمنٹ پراجیکٹ کیلئے ہمیں خصوصی گرانٹ دی جائے تاکہ ہم اپنے مقاصد کو حاصل کر کے اپنے حکومت کے اور اپنے وزیر اعلیٰ کے ہر وقت ممنون و مشکور ہوں گا۔ شکر یہ میڈم اسپیکر

میڈم اسپیکر:- جناب میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:- بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پاکستان ہماری جان ہے سب سے پہلے پاکستان ہے اس کے بعد ہم ہیں۔ میڈم اسپیکر صاحبہ اگر آپ اجازت دیں گے میں نواب صاحب کو عربی میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اگر آپ اجازت دینگے۔ یا صاحب سمور۔ یا صاحب سمور رئیس وزراء بلوچستان۔ یا سیدی مرحبا مرحبا۔ مرحبا یتنے جناب نواب صاحب! میں تو اس اسمبلی میں 1985 سے آ رہا ہوں۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کور کمانڈر بلوچستان کو۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں گورنر بلوچستان کو۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں چیف سیکرٹری اور اس کے عملے کو کہ آپ کو انہوں نے سیاسی طور پر کندھا دیا۔ پانچ مہینے کی مدت میں آپ نے بلوچستان کو ایک سونے کا گولہ دیا۔ اپوزیشن میرے دوست پہلے تو بجٹ پر بمباری کرتے تھے۔ پھر خراج تحسین کرتے میں ان کا مشکور ہوں۔ پہلے تو انہوں نے بمباری کی۔ اس کے بعد انہوں نے خراج تحسین پیش کیے یہ عجیب مجھے لگتا ہے۔ اپوزیشن تنقید برائے تنقید نہ ہو تعمیری تنقید۔ میں رہا ہوں اپوزیشن میں۔ مجھے ہر چیز کا پتہ ہے۔ سر مسلم لیگ (ق) اور اس کے لیڈر اور ہم جو پانچ ادبی ہیں ہم آپ کی طاقت ہیں آپ کے بازو ہیں مسلم لیگ ایک ہی ہے (ن) ہو یا (ق)۔ اور ہمارے کولیشن کے ساتھی آپ نے جو بجٹ دیا ہے آج کا تاریخ

دیکھے اسے بجٹ کہلاتا ہے یہ آپ کا سمجھ گیا انتہائی مخلصانہ اقدام ہے۔ کس نے دیا کونسا گورنمنٹ نے دیا جناب آپ اپوزیشن بھی ماضی میں تال میں کھاتے تھے اب پلیٹ میں آگئے۔ تو جب انہوں نے ماضی میں مجھے بتایا کہ بیس کروڑ آج تک کسی نے نہیں دیا ہے ڈسٹرکٹ فنڈز میں۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ ڈپٹی کمشنر پراجیکٹ ڈائریکٹر ہوگا اس میں ہمارے ساتھی اس چیز کو وہ کیا کریں گے ڈپٹی کمشنر پراجیکٹ ڈائریکٹر ہوگا اور آپ کے ساتھی اس میں involve ہونگے چاہیے ایم پی اے ہو چاہے ایم این اے ہو جناب بجٹ تو آپ نے ایسا دیا بلوچستان میں کوئی تنقید کی گنجائش نہیں ہے اس کا سہرا جو ہے نہ آپ کے ٹیم پر۔ پانچ مہینے کی مدت میں آپ نے بلوچستان کو مالامال کر دیا sir۔ ساتھ اگر دیکھا جائے بلوچستان کا جو ڈھائی تین سال میں جو بلوچستان کو پوزیشن تھا امن امان کا پوزیشن تھا، دستگیر دی تھا تمہارے صوبے میں امن امان نہیں تھا پھر بھی آپ نے بلوچستان میں ایسا بجٹ دیا جس کو تنقید کرنے کا کوئی گنجائش نہیں ہے۔ sir اگر دیکھا جائے تو بلوچستان کے بجٹ میں ادھ حصہ امن وامان کیلئے جانا چاہیے۔ جب تک بلوچستان میں امن ہوگا شانتی ہوگا پھر بلوچستان میں ترقی ہوگا جب تک امن اور شانتی نہیں ہے بلوچستان میں ناممکن ہے ترقی۔ تو آپ نے سب درکنار رکھا آپ نے بلوچستان کو ایک مثبت بجٹ دیا اس پر ہم آپ کو اور آپ کے ٹیم کو خراج تحسین دیتے ہیں۔ سیاست میں یہ کہنا بھی چاہتا ہوں sir کہ آپ ایک مہربانی کریں اس وقت جو بلوچستان میں چند چیزوں کو آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ واٹر سپلائی جو پبلک سیکٹر میں سارے بند پڑے ہوئے ہیں۔ مہربانی کریں ان کو پی ایچ ای کے حوالے کر دو ان کو آپ چلائیں۔ یہ اہم ہے بلوچستان میں اس وقت۔ جہاں تک ہمارے دوست اپوزیشن ہے ان کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے نشاندہی کی کہ سینڈک پراجیکٹ اور ریکوڈک اور گوادرسی پیک۔ جناب ابھی تک وہ پروڈکشن میں نہیں آئے ہیں۔ گوادر کہاں ہے ابھی تک گوادر کا پیداوار کہاں ہے؟ آپ کو سینڈک کا فائدہ کہاں ہے؟ خام مال آپ کا چائنا میں جاتا ہے۔ اور پتہ نہیں کہ کتنے percent ان کو دیتا ہے۔ ریکوڈک کا فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا ہے اس کے باوجود جو ہے نہ ہم تنقید کرتے ہیں کہ بلوچستان میں این ایف سی ایوارڈ میں مالامال ہے مگر ساتھ میں تم اپنا وسائل کو دیکھو کہ تمہارے بلوچستان میں کیا وسائل ہیں تمہارے بلوچستان مسالکتان بنا ہوا ہے۔ ہم تو بات کرتے ہیں وسائل تمہارا کم ہے۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں نواب صاحب کو۔ کیونکہ وسائل کم اور مسائل زیادہ پھر بھی کھپا رہا ہے۔ میں اس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ آپ کو کہوں گا نواب صاحب آپ ڈسٹرکٹ فنڈ۔ اس کیلئے مہربانی کر کے فوراً جو ہے ڈپٹی کمشنر کو پراجیکٹ ڈائریکٹر declared کر دیں اور اپنے ساتھیوں کو جو ہوا اپنے علاقے کو جو دیدتے ہیں اسکیم۔ اس کو آپ approved کریں۔ جو اجتماعی اسکیم ہوا انفرادی نہ

ہو۔ اجتماعی علاقے کے مفاد میں، لوگوں کے مفاد میں ہونا چاہیے۔ ایک ٹیسٹ کیس ہے آپ کیلئے اور انشاء اللہ تعالیٰ اگر یہ صورت چل رہا ہے والے اس کو سپر سیٹ کریں گے ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ دوبارہ آپ اسی کرسی پر آجائیں گے اس کے باوجود جب آپ کا بجٹ بنا تو نو سر بازوں نے کوشش کی کہ آپ فیل ہو جائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہیں۔ نو سر بازوں نے کہا ابھی بجٹ میں نواب صاحب کی گورنمنٹ فیل ہو۔ مگر آپ سمجھ گیا کامیاب ہے۔ اس لیے کہ آپ نیک نیت ہے میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں۔ نو سر باز جو ہیں نہ کیا خیال ہے تمہارے بلوچستان کے ایسے لوگ ہیں جو بلوچستان کی ترقی کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ no۔ جو باہر بیٹھے ہوئے لوگ ہیں چلا رہے ہیں بلوچستان کو۔ اندر نہیں آتے ہیں باہر ریوٹ کنٹروں سے کہ نواب کی گورنمنٹ فیل ہو جائے۔ کیونکہ آپ بلوچستان کا آخری قلعہ ہے۔ لوگوں کا اس وقت سب کچھ آپ ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ آپ کی گورنمنٹ کامیاب ہو۔ لہذا مجھے تین دن سے بخار ہے ورنہ آج میں گر جاتا تھا برستا تھا بھی۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ مغرب کی طرف ایک چھوٹا سا ڈسٹرکٹ ہے جس میں آپ خود دلوائیں۔ ابا رحم و کرم نہ کرا با۔ والسلام۔ پاکستان زندہ باد۔ بلوچستان پائیدہ باد۔ شکر یہ۔

محترمہ سپوڑمسی اچکزئی:- بسم اللہ الرحمن الرحیم، شکر یہ میڈم اسپیکر صاحبہ کہ آپ نے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے تو میں وزیر اعلیٰ بلوچستان نواب ثناء اللہ زہری صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ایک متوازن اور وسیع میزانیہ 2016ء اور 17 پیش کیا جو کہ تقریباً حکومت کے تمام شعبوں کو متوازن رقوم مختص کیئے۔ جو اس سے پورے شعبوں کو انہوں نے اس میں اپنے کور کر لیے ہیں۔ اب ہمارا کام ہے کہ اس کو ہم پایہ تکمیل تک پہنچائیں اور اس کی implementation کریں۔ اسپیکر صاحبہ! بجٹ میں جو خطیر رقم امن و امان کے حوالے سے رکھی گئی ہے۔ اس کو اگر دیکھا جائے کہ صوبے کے جو حالات ہیں اور واقعات ہیں اس لحاظ سے یہ رقم رکھی گئی ہے میڈم اسپیکر! پاکستان کے بالعموم اور بلوچستان کے بالخصوص جو حالات ہیں جو challenges ہمیں آج درپیش ہیں۔ یہ ہمارے بدقسمتی سے immature policies اور غلط policies کی وجہ سے ہیں۔ جو ہماری اپنے ہمسایہ ممالک کے ساتھ ہیں۔ نہیں، ہم اپنے ہمسایہ ممالک میں مداخلت کرتے نہیں ہیں، ان کے خلاف سرگرمیوں مصروف رہتے نہیں ہمیں آج یہ حالات دیکھنے پڑتے۔ لیکن میڈم اسپیکر! پھر بھی ہمارے پاس ٹائم ہے ابھی بھی ہمارے پاس وقت ہے کہ ہم اپنی آنے والی نسلوں کے لئے ایک ایسا زمین مصائب کر لیں ایسا ماحول بنالیں کہ وہ اس دہشت گردی اور ان چیزوں سے وہ مبرا ہوں۔ اور بجائے بددعائیں کے جو ہمیں بددعائیں دیں وہ ہمیں دعائیں دیئے لگیں۔ اسپیکر صاحبہ! اب تو میں یہ ہمیں ماننا

پڑیگا کہ ہمیں ہر قدم پھونک پھونک کر قدم رکھنے ہیں۔ کیونکہ جس آمرانہ دور سے ہم گزر رہے ہیں اور جس کے نتائج آج ہمارے سامنے ہیں ان نتائج کی وجہ سے اب ہم نے جمہوریت کو کوشش کرنی ہے کہ جمہوریت کی جڑوں کو مضبوط کرنا ہیں اور جمہوریت کو پروان چڑھانا ہیں۔ کیونکہ جمہوری فیصلے ہی جو ایوان میں ہوتے ہیں وہی دیر پا ہوتے ہیں اور وہی ملک کی بقاء کے لئے ہوتے ہیں۔ اسپیکر صاحبہ! تعلیم اور صحت کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے یہ بھی قابل ستائش ہے۔ لیکن اس پر کہنا یہ ہوگا کہ کام ہم نے تعلیم پر زیادہ کرنا ہے۔ یہاں مجھے تھوڑا افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایک سروے کے مطابق بلوچستان جو ہے وہ پورے پاکستان میں تعلیم کے لحاظ سے چوتھے نمبر پر آیا ہے۔ تو یہ ہمارے لئے تھوڑی سی دکھ کی بات ہے کہ تعلیم پر ہم نے اتنی ایمر جنسی بھی لگائی ہے اور اس پر ہم دن رات کام بھی کر رہے ہیں۔ لیکن اس پر ہم نے اور بھی جو رقم رکھی گئی ہے اور بھی اس پر ہم نے کام کرنا ہے۔ میڈم اسپیکر! آج بلوچستان کو جو دوسرا بڑا مسئلہ امن و امان اور باقی مسئلوں کے ساتھ ساتھ یہ پانی کا مسئلہ ہے۔ کیونکہ ہمارے پاس پانی نہیں ہوگا تو جتنی بلڈنگز ہونگیں۔ جتنی سڑکیں ہونگیں جو بھی ہوگا وہ کسی کام کے نہیں ہیں۔ آج سے تقریباً پچیس، تیس سال پہلے بی بی سی کی ایک نشریات سے اس خطے کی نشاندہی کی گئی ہے کہ یہاں کے عوام اگر یہاں کے لئے پانی کا کوئی اقدام نہیں کیا گیا تو یہاں کے عوام یہاں سے نقل مکانی کر کے چلے جائیں گے۔ تو اس حوالے سے میڈم اسپیکر! میں ایک مثال بھی دینا چاہوں گی یہ تاجستان میں وہاں پر ایک شہر ہے وہ اس طرح بالکل ایک آباد شہر ہے وہاں سب کچھ developed ہے لیکن وہاں پر دیکھتے ہیں تو وہاں پر کوئی رہ نہیں رہا ہے۔ بالکل پورا شہر ہے تو پوچھنے پر یہ پتہ چلا ہے کہ وہاں پانی کی قلت تھی، وہاں پر پانی کے منصوبے نہیں تھے۔ تو اس طرح لوگ کوچ کر کے وہاں سے چلے گئے۔ تو خدا نخواستہ یہ حال ہمارے صوبے کا اور ہمارے شہر کا نہ ہو اس کے لئے میڈم اسپیکر! میں یہ تجویز دوں گی کہ جتنی زیادہ سے زیادہ ڈیز تعمیر کروائے جائیں اور اس میں پورے ایوان کے جتنے بھی اراکین ہیں اپنے حصہ دار جتنے بھی مرمرز ہیں وہ سب اپنا حصہ اس میں ڈال لیں۔ اور وفاق سے میڈم اسپیکر! ایک خصوصی پیکیج اس کے لئے اس کی درخواست کی جائے تاکہ اس پر کام زیادہ سے زیادہ ہو۔ میڈم اسپیکر! تعلیم اور دیگر شعبہ جات زندگی میں جو experts ہیں ان سے شیئر کر سکتے ہیں۔ جس زندگی کے شعبے میں بھی ہو، چاہے وہ تعلیم میں ہو چاہے وہ صحت میں ہو۔ میڈم اسپیکر! وہاں ہم دیگر ممالک سے یہ ان کے جو ideas ہیں وہ شیئر کر سکتے ہیں۔ سی پیک کے اس پر میں یہ کہوں گی کہ اس کو متنازعہ بنانے کی بجائے میڈم اسپیکر! اس کو وفاق کے ساتھ اور اپوزیشن کے ساتھ اس پر بات چیت کی جائے بات کی جائے۔ کیونکہ یہ بلوچستان کے لئے ایک بہت اہم ہے۔ تو بجائے اس کے کہ اس کو اگر ہم متنازعہ بناتے ہیں تو وفاق کے ساتھ اس پر بات

چیت کر لیں اور اس کے ساتھ جو بھی اس کے لئے کر سکتے ہیں وہ کر لیں۔ آخر میں میڈم اسپیکر! میں کہو گی کہ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے اور مقابلہ ہمارے لئے سخت ہے۔ تو ہمیں وقت ضائع کیے بغیر اپنے اس بجٹ کو عملی جامع پہنانا ہے۔ اور کوشش یہ کرنی ہے ہمارے ممبران ہمارے بیور کر لیں اور ہماری سیکورٹی یہ ہم سب مل کر اس بجٹ پر کام کریں۔ اور یہ جو عوام کی امانت ہمارے پاس ہے اس کو عوام تک پہنچائیں اور کوشش کریں کہ اس میں کہ عوام نے جیسے ہم پر اعتماد کیا ہے انہوں نے ہمیں ایوان تک ممبرز کو لیکر آئے ہیں تو اس پر پورا اتریں ایک بات میڈم اسپیکر! آخر میں یہ ضروری سمجھتی ہوں کہ میڈیا اور پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا سے میری درخواست ہے کہ وہ جو باتیں ہیں مطلب عوام تک شیئر کر دیں۔ وہ بجائے منفی کے وہ مثبت عوام تک پہنچائیں کیونکہ زیادہ تر ان کے ذریعے جو منفی باتیں جاتی ہیں وہ مثبت کم ہوتی ہیں اور منفی وہ زیادہ ہوتی ہیں، بہت شکر یہ۔

میڈم اسپیکر:- ok, thank you جناب نواب محمد ایاز خان جو گیزنی صاحب۔

نواب محمد ایاز خان جو گیزنی (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ):- اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بسم اللّٰہ الرحمن الرحيم۔ سال 2016-17ء بجٹ اس ایوان میں پیش ہوا اس ایوان کے معزز اراکین اس پر بجٹ کر رہے ہیں۔ اسپیکر صاحبہ! ہمیں یہ جو معاشی حالت ہے۔ جس تنگدستی میں ہم نے یہ بجٹ بنایا یہ ہمیں تقریباً چالیس سال کی جو خامیاں تھیں وہ ہمیں وراثت میں ملی۔ اور اس تنگدستی میں جتنا بھی آپ کوشش کریں میرے خیال میں اس سے بہتر بجٹ نہیں بن سکتا تھا۔ (ڈیسک بجائے گئے)۔ کیونکہ already ہم مقروض ہیں۔ ہم ملکی سطح پر مقروض ہیں ہم صوبائی سطح پر مقروض ہیں۔ ہم ایک مقروض قوم کی طرح جی رہے ہیں۔ ہم آئی ایم ایف پر انحصار کر رہے ہیں۔ ہمارے ملک میں پاپولیشن بڑھ رہی ہے۔ ہمارے ملک کی حالت یہ ہے کہ جتنے بھی صنعت کار تھے وہ ملک چھوڑ کے چلے گئے۔ یہاں انرجی کے crisis تھے۔ اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حالات نے کچھ ہمیں سکھایا کہ ہم اپنا قبلہ درست کریں ہم اپنے حالات کو ٹھیک کریں۔ ہم اپنے ملک کو ٹھیک کریں۔ پاکستان اس وقت جس خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ ہمسائے ہمارے جتنے بھی ہیں ان کے ساتھ ہمارے تعلقات ٹھیک نہیں ہیں۔ جب ایک ملک حالات ٹھیک نہ ہوں وہاں پر لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہو۔ وہ تو میں ترقی نہیں کر سکتی ہیں۔ پہلے آپ نے توجہ دینی ہے لاء اینڈ آرڈر کی طرف۔ امن کی طرف پھر investors آئیں گے، سرمایہ لائیں گے۔ چاہے وہ باہر کا investor ہو چاہے اس ملک کے ہوں۔ جو باہر بیٹھے ہیں اور کافی پیسہ کمایا ہوا ہے۔ جب تک ایک اچھا ماحول نہیں بناؤ گے اس کے لئے تو وہ یہاں investment کے لئے نہیں آئیں گے۔ ہم دن بدن دنیا سے isolate ہوتے جا رہے ہیں۔ پچھلے ہم تیس، پینتیس سال اس صوبے میں جو اس ملک میں جو

حالت تھی کم سے کم ایک کریڈیٹ اس حکومت کو جاتا ہے کہ یہ حکومت جیسے ہی آیا لاء اینڈ آرڈر کی حالت میں کہتا ہوں کہ 90% پرسنٹ ٹھیک ہوا ہے۔ لیکن اس لاء اینڈ آرڈر کو ٹھیک کرنے کے لئے ہم نے law enforcement جتنی بھی ایجنسیاں ہیں ان کو strengthen کرنا ہیں۔ ان کو ہم نے اور بجٹ دینا ہے ان کو ہم نے اور facilities دینے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ دو سو ستر یا دو سو نوے ارب کے بجٹ میں دو سو ارب ہمارے نان ڈیولپمنٹ میں جارہے ہیں یعنی اگر اس کا دو سو ارب نان ڈیولپمنٹ میں جائیں تو آپ کا صوبہ کیسے ترقی کریگا؟۔ یہ سب چیزیں جڑی ہوئیں ہیں امن وامان کے ساتھ۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنے ہمسائیوں کے ساتھ تعلقات ٹھیک کریں۔ تاکہ ہمیں اتنی فورسز کی ضرورت نہ پڑے۔ یعنی کتنی ایجنسیاں، کتنی فورسز اس شہر میں، اس صوبے میں کام کر رہے ہیں۔ اور اس پر ہمیں کتنا خرچہ دینا پڑتا ہے۔ اگر ہمارے تعلقات ہمسایوں کے ساتھ ٹھیک ہو جائیں۔ افغانستان کے ساتھ ہمارے تعلقات ٹھیک ہو جائیں۔ ایران کے ساتھ ٹھیک ہو جائیں۔ انڈیا کے ساتھ ہم بیٹھ کے تعلقات ٹھیک کریں۔ تو جو ہمارا بجٹ کا 75-80% پرسنٹ دفاع پر خرچ ہو رہے ہیں۔ کیوں ناں ہم اپنے عوام کے تعلیم اور علاج اور اس کی اچھی زندگی کا دفاع کریں۔ ہمیں کیا ضرورت پڑی ہوئی ہے کہ ہم ان کے پرانے F-16 خریدتے رہیں۔ جب حالات ٹھیک ہوں گی تو یہ سارا بجٹ، یہ سارا پیسہ عوام پر لگے گا اور عوام کی زندگی بہتر ہوگی۔ اب میں آتا ہوں اپنے صوبائی بجٹ کی طرف۔ اس میں کچھ بڑے بڑے کام جیسے کہ کوئٹہ شہر چونکہ میرا ڈیپارٹمنٹ ایسا ڈیپارٹمنٹ ہے کہ وہ پانی سے اس کا تعلق ہے۔ پچھلے مہینے صرف میرے حلقے میں دس ٹیوب ویل dry ہوئے۔ تو اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ یہاں پر چھ حلقے اور ہیں اس میں کیا حالت ہوگی یعنی پانی ہمارا اس کا جو سطح ہے وہ اتنی تیزی سے گر رہا ہے کہ اچانک بالکل کوئٹہ کا جو پانی کے حوالے سے وہ نظام anytime collaps ہو سکتا ہے۔ اس پر خصوصاً وزیر اعلیٰ صاحب نے اور اسکے کیبنٹ نے یہ decision لیا کہ اگر کوئٹہ میں فلائی اورز ہوں بلڈنگز ہوں۔ سب کچھ ہو اور پانی نہ ہو۔ پانی زندگی ہے آکسیجن کے بعد دوسری نمبر پر پانی کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ کام آج سے تیس سال، پچیس سال پہلے ہونا چاہیے تھا۔ لیکن اس وقت کی حکومتوں کی priorities کچھ اور تھیں۔ لیکن ہماری حکومت کی priority یہ ہیں کہ ہم اپنے عوام کو سب سے پہلے پینے کا پانی دیں۔ تو اس میں بجٹ میں دس ارب روپے رکھے گئے ہیں پٹ فیڈر کینال سے پانی لانے کے لئے۔ اس پر زمرک نے بھی بات کی۔ ہم دوستوں نے بھی بات کی ہے ہم نے وزیر اعلیٰ سے بھی یہ بات شیئر کی ہے کہ اس کی feasibility وغیرہ کرتے کرتے عیساک وغیرہ اس میں کم سے کم سال لگیں گے۔ اور جو دس ارب روپے رکھے گئے ہیں ان پیسوں کو اگر ہم کسی اور کام میں یعنی on goings

اسکیمز ہیں یا مانگی ڈیم کے ساتھ جو وہ ابھی ٹینڈر ہوگا۔ اس پر کام شروع ہوگا۔ ہلک ڈیم ہے۔ اس کے لئے اگر دو ارب روپے رکھے جائیں یا برج عزیز خان کے لئے تین ارب روپے رکھے جائیں۔ پیسہ ضائع ہونے سے پہلے اگر ہم اس پر کام شروع کر لیں تو یہ میری تجویز ہے۔ اس پر پھر وزیر اعلیٰ صاحب اور اس کی ٹیم جو ہے وہ بات کریں گے۔ ongoing اسکیموں کے حوالے سے ایسے اسکیم رکھے گئے ہیں جس پر یعنی چالیس کروڑ روپے کا کام ہے۔ اس کے لئے ایک کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ڈیز کے کام ابھی ڈیم کیسے بنے گا؟۔ ڈیم ایک ایسی چیز ہے اگر آپ نے اس کو شروع کر دیا تو فوراً اس کو آپ نے complete کرنا ہوگا۔ اگر آپ تھوڑا اس پر مٹی ڈالو گے کام کرو گے 25% کام کرو گے۔ پھر دوسرے 25% next year کے لئے پیسے آئینگے تو وہ پانی بہا کے لیجائے گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس نئے حکومت جتنے بھی اسکیمز رکھے گئے ہیں۔ اس میں بیٹھ کے ان اسکیمز کو complete کیا جائے۔ کیونکہ ہم لگے ہوئے ہیں دس، دس، پندرہ پندرہ لاکھ روپے دے رہے ہیں۔ آگے سے دو کلومیٹر بنا رہے ہیں۔ پیچھے سے پانچ کلومیٹر ٹوٹ رہا ہے خراب ہوتا جا رہا ہے۔ تو یہ پیسوں کا بالکل ضیاع ہے۔ اس کی طرف ہمیں دیکھنا ہوگا۔ اب یہاں پر کونٹہ کے حوالے سے، پانی کے حوالے سے۔ چونکہ میرا subject ہیں میرا department ہے۔ اور میں نے اپنے آپ کے ساتھ یہ commitment کی تھی کہ میں اپنے tenure میں پانی کے لیے کچھ کروں گا۔ اس میں کونٹہ واٹر سپلائی جو کہ ایک اس کا نام اتنا بدنام ہوا کہ مشرف کے دور میں اس کے لیے 17 ارب روپے رکھے گئے۔ 10 ارب روپے یہاں استعمال ہوئے جو کہ مٹی میں ملا یا گیا 7 ارب روپے واپس مرکز نے بند کیئے۔ اب اس 10 ارب کے تباہی میں NESPAK مکمل ملوث ہے۔ NESPAK نے کیا کیا ہوا ہے کہ ایک اختر آباد ڈیم اس کی مثال ہیں۔ آپ کے ہزار گنجی کے اوپر اختر آباد ڈیم ہیں۔ اس اختر آباد ڈیم پر آج سے 15-16 سال پہلے ساڑھے 6 کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ اس ساڑھے 6 کروڑ روپے میں جو ڈیم بنایا گیا ہے اس کا جو spillway ہیں وہ میرانی ڈیم کے برابر اس spillway رکھا گیا ہیں۔ اور مزے کی بات یہ ہیں کہ اس کا جو پیچھے ڈیم کا جو catchment ایریا ہے وہ صرف تین ایکڑ ہیں ڈاکٹر صاحب! یہ ہمارے experts۔ یہ ہمارے ماہرین اس وقت کے۔ یعنی ایسے لوگوں کو تو وہ بالکل وہ ایران میں جو کرین پر لٹکاتے ہیں ایسے لٹکانا چاہئے۔ لیکن ایسے لوگ ابھی بھی اس شہر میں پھر رہے ہیں۔ جس ڈیم میں پچھلے 15 سال سے ایک فٹ پانی نہیں آیا ہیں۔ جس کا catchment ایریا 13 ایکڑ ہو تو اس میں پانی کہاں سے آئے گا۔ اسی NESPAK نے جتنے بھی یہاں پر reservoirs کے لیے اس وقت زمین لی گئی۔ وہ زمینیں سارے encroach ہو چکی ہیں۔ قبضہ ہو چکی ہیں۔ لوگوں نے

reservoir پر جو 20 underground لاکھ گیلن کے ٹینکس ہیں، اس پر لوگوں نے گھر بنائے ہیں۔ اور وہ بھی نیب سے کلیئر ڈھوکرا نکل آئے۔ یہ ہے ہمارے نیب کی حالت۔ یہ سب کچھ میں اپنے آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں۔ اگر اسی طریقے سے چلانا ہے تو اس ملک کا خدا حافظ۔ اگر ٹھیک کرنا ہے تو ابھی بھی ٹائم ہیں۔ چھوڑیں اس ذمہ داری کو عوام پر چھوڑیں۔ عوام کے نمائندوں پر چھوڑیں۔ یعنی ہمارا بجٹ کہاں بن رہا ہے؟۔ ہمارے بجٹ میں کہاں سے مداخلت ہو رہی ہے ہمارا بجٹ کون بنا رہا ہے؟۔ یہ جو عوام کے نمائندے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں We are responsible ہم responsible ہیں عوام کے۔ ہم نے واپس عوام کے پاس جانا ہیں۔ عوام نے ہم سے پوچھنا ہے کہ آپ نے ہمارے لیے کیا کیا ہے۔ اسی طرح سے جب ڈاکٹر صاحب وزیر اعلیٰ تھے تو میں کبھی اپوزیشن کارول بھی ادا کرتا ہوں کبھی حکومت کارول بھی ادا کرتا ہوں۔ خاص کر ایجوکیشن اور ہیلتھ کے حوالے سے۔ ایجوکیشن اگر ڈاکٹر صاحب کو یاد ہو اس وقت ڈاکٹر صاحب نے جو اپنا ایک سالہ پراگرس جو بیان کر رہے تھے کہ ہم نے کتابیں اس وقت اپنے ٹائم پر پہنچائی جو کہ پہلے 6-6 مہینے کتابیں غائب ہوتی تھی ڈاکٹر صاحب کتابیں پہنچ چکی ہیں اور موجودہ وزیر اعلیٰ صاحب کو میں کہتا ہوں کہ دو ایساں پہنچ گئیں۔ کتابیں پہنچ گئیں۔ لیکن ڈاکٹر اور ماسٹر ابھی تک پہنچے نہیں ہیں۔ جب تک ڈاکٹر اور ماسٹر نہیں پہنچیں گا تو اس کتابوں پر پیسہ ضائع کرنا بھی ایک میں کہتا ہوں کہ جرم ہے۔ اس دوائیوں پر پیسے خرچ کرنا بھی جرم ہیں جب تک کہ ہم ڈاکٹر کو حاضر نہیں کریں گے جب تک ہم ماسٹر کو حاضر نہیں کریں گے۔ تو وہ جو کتابیں پڑی ہوئی ہیں چوہے اسے کھا رہے ہیں۔ جو دوائیاں expire ہو کر قلعہ سیف اللہ کے hospital کے پیچھے دیواروں کے پیچھے بوریاں بھری پڑی ہوئی ہیں۔ expire دوائیوں کے تو اس کا کیا فائدہ ہے۔ تو اسی حوالے سے میں نے پہلے بھی بات کی کہ ہمارا پورا صوبہ جو ہے خدا کے فضل سے ہمیں اللہ پاک نے ایسے جس میں قدرت کی ساری نعمتیں ہیں یہ صوبہ ساری نعمتوں سے مالا مال صوبہ ہے۔ لیکن اس پر بد بخت صوبے میں آدھے صوبے کے جو بچے ہیں گاؤں میں وہ ابھی بھی ننگے پاؤں پھرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ملک خدا سید ادا پاکستان ہم نے اس لیے مانگا تھا کہ ہمارے بچوں کی یہ حالت ہو۔ دوسرے طرف ہم کہتے ہیں کہ ہمارے پاس اتنے وسائل ہیں اور یہ گوادر۔ یہ گوادر کس لیے بن رہا ہے؟ یہ گوادر سے جو روٹ نکل رہا ہے یہ کہاں جا رہا ہے۔ یہ سارے ہمیں ٹرخانے کے لیے ہیں اور گوادر وہ ہڈی ہیں ہم نے تو نکل لیا لیکن یہ نکالنا بڑا مشکل ہوگا۔ کیونکہ پوری دنیا، ٹھیک ہے ہم نے کام کرنے ہیں، ہم نے struggle کرنا ہیں۔ ہم نے اپنے ملک کو بنانا ہے چاہے جو بھی ہو۔ لیکن دوسری طرف ہمیں یہ بھی سوچنا ہوگا کہ اس کو ناکام کرنے کے لیے جو طاقتور بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ طاقتور جو ہمارے ہمسایہ ملکوں کو استعمال کریں

گا۔ یہ آپ کو بہت جلد معلوم ہوگا کہ ایک دو تین مہینے میں اس صوبے میں۔ جو ہم ابھی فخر سے کہتے ہیں کہ حالات بڑے اچھے 90% ٹھیک ہو گئے۔ اس صوبے کے حالات خراب ہوں گے۔ آپ کی اس صوبے میں ٹارگٹ کلنگ شروع ہوگی۔ آپ کے بڑے بڑے افسروں کو مارا جائیگا۔ آپ کے اس صوبے میں Political leadership کو ٹارگٹ کیا جائیگا۔ یہاں پر کوشش ہوگی کہ بلوچ اور پشتون کا issue کھڑا کریں۔ اور ان کو لڑائیں۔ تاکہ اس روٹ کو ناکام کریں۔ ہمیں ہر طرف دھیان دینا ہوگا۔ ہم نے ہر چیز پر نظر رکھنی ہوگی۔ ہمارے جو اینٹیلی جنس ادارے ہیں وہ یہ چھوڑیں کہ ہمارے فون سنتے ہیں کیا کریگا ہمارا فون سن کر۔ اپنی توجہ اس طرف دیں اپنے سرحدات پر دیں۔ ہماری فوج توجہ اپنی سرحدات پر دیں۔ کہ دشمن ہمارے لیے کیا سوچ رہا ہے۔ تو اس لیے میں کہتا ہوں کہ بجٹ تیار ہوئی۔ PSDP book ہمارے سامنے ہے۔ اس میں ہم نے وہ کام کرنے ہوں گے کہ اس میں اور بہتری ہو۔ ایک یعنی ہم اس کے بالکل متحمل نہیں ہو سکتے کہ ایک پائی بھی ہم ضائع کریں۔ سنگل پینی بھی ہمیں ضائع نہیں کرنا چاہیے یہ بہت بڑی غفلت ہوگی صوبے کے عوام کے ساتھ۔ اس وقت تک ہم ذمہ دار ہیں الیکشن ہوگا پھر عوام کی مرضی جس کو لائیں گے۔ بٹھائیں گے۔ اگر کسی کے performance بہتر رہی۔ کسی کا حکومت نے کام کیا تو عوام پھر ہمیں chance دیدیں گے خدمت کا۔ اور اگر ہم نے اسی ٹریک پر جو پہلے ایک سسٹم چل رہا تھا یعنی عوام نے ووٹ ہمیں کیوں دیا؟۔ عوام نے ووٹ ہمیں اس لیے دیا کہ جو ایک ٹریک چل رہا تھا اس سے پوٹرن آپ نے لینا ہے۔ لیکن اگر ہم اس کو continue کریں گے۔ تو پھر فائدہ کیا ہوا عوام نے جو ہمیں ووٹ دیا ہے تو وہ تبدیلی کے لیے دیا ہے۔ اگر ہم تبدیلی نہیں لائیں گے اور ہر ایک سنگل بندے کو ہم نوازتے رہیں گے اس کے جیب میں کچھ ڈالتے رہیں گے اپنے ووٹ کی خاطر۔ یہ ڈاکٹر عبدالملک صاحب کے دور میں پہلے Cabinet meeting میں اس کے الفاظ تھے کہ اگر ہم نے کام کرنا ہیں تو ہم نے آنے والے الیکشن کو بھولنا ہوگا۔ اگر الیکشن ہمارے ذہن میں ہوگا تو کبھی بھی کام نہیں کر سکیں گے۔ ہم compromise کا شکار ہوتے رہیں گے۔ میں نے تو اپنے ذہن سے الیکشن نکالا ہے۔ جس وقت تک میں ممبر رہوں گا میں اپنے فرائض ایمانداری سے ادا کرتا رہوں گا۔ جس وقت یہ ممبر شپ ختم ہوئی خدا حافظ۔ پھر عوام کی مرضی اگر ہم سارے ایسے سوچیں کہ ہم نے کام کرنا ہیں پانچ سال۔ پانچ سال ہمارا کام عوام کے سامنے ہوگا پھر عوام دیکھیں گے کہ ہمیں منتخب کرتے ہیں یا نہیں کرتے ہیں۔ تو بجٹ پیش ہوا۔ میں اپوزیشن کے ساتھیوں کا اپنے colleagues کا دوزیر اعلیٰ صاحب کا اپنے cabinet کے ساتھیوں کا سب کا مشکور ہوں کہ اس میں ہمارے بلوچستان اسمبلی کے اپنے ایک روایات ہیں۔ جو تماشے اور اسمبلیوں میں ہوتے

ہیں۔ خدا کے فضل سے ہمارے Opposition benches ہمارے Treasury benches میں ایک توازن ہیں۔ ایک آداب ہیں۔ ایک respect ہیں۔ تنقید بھی ہوتی ہیں تو ایک اچھے طریقے سے ہوتی ہیں۔ خدا کرے کہ یہ روایات برقرار رکھیں۔ اور ہم اپنے صوبے کی طرف اپنے عوام کی طرف توجہ دیں۔ اور اس صوبے کو جس وقت مسائل۔ ایک تو ہمارے مسائل ہیں روڈز وغیرہ بنتے رہیں گے۔ ایک وہ مسائل ہیں جو خطرات میں نے یہاں پر بیان کیئے۔ وہ خطرات آئیں گے وہ ہوں گے۔ گوادر ایسے آسانی سے چھوڑنے والے نہیں ہیں۔ آپ کے UAE۔ آپ کا ایران، افغانستان، انڈیا اس راستے سے جو کچھ کریں گے۔ میرا تو یہ بھی خیال ہے کہ یہ جو دو، تین ٹارگٹ کلنگز ہوئے۔ ہمارے آفیسرز مارے گئے ہیں۔ اس میں بھی وہ چینل استعمال ہو رہا ہے۔ میرا یہ اندازہ ہے۔ تو اس پر میں وزیر اعلیٰ صاحب کا نواب صاحب کا اور پورے ساتھیوں کا مشکور ہوں کہ بجٹ پیش ہوا۔ بجٹ اب ان پر Implementation خدا کرے کہ اللہ پاک ہمیں وہ ہمت دے ایمانداری دے کہ ہم عوام کے ایک ایک پیسے کو صحیح معنوں میں استعمال کریں۔ بڑی مہربانی۔

میڈم اسپیکر:- thank you مولوی معاذ اللہ صاحب۔

مولانا معاذ اللہ موسیٰ خیل:- اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکر یہ میڈم صاحبہ۔ صوبہ بلوچستان کے سالانہ میزانیہ پر ساتھیوں نے بحث کی ہے۔ اور اکثر ساتھی اس بجٹ کی تعریف اور اس پر اعتماد ظاہر کرتے ہوئے بحث کر رہے ہیں۔ میری بھی مجبوری ہے بد نحو استہ اس بجٹ کی تعریف اور اس کو عوام دوست بجٹ کہوں گا۔ لیکن اس کے ہوتے ہوئے اس بجٹ سے میری شکایات ہیں۔ اور میرا گلہ ہے کہ اور شکوہ ہے۔ شاید یہ موجودہ حکومت اس کا کوئی حل نہیں نکال سکتا۔ 2013ء میں جب ڈاکٹر مالک صاحب کی حکومت بنی۔ تو اسمبلی کے ممبران کے درمیان میں کوئی تقسیم ہوا۔ اپوزیشن کے حوالے سے اور حکومتی ساتھیوں کے حوالے سے۔ تو اپوزیشن کے ساتھیوں کو کہا جاتا تھا کہ آپ کو اس لیے پورے پیسے نہیں دیئے جا رہے ہیں کہ آپ کے حلقوں میں ongoing اسکیمات ہیں۔ یقیناً ہمارا دل بھی یہی مانتے تھے کہ ہمارے حلقوں میں ongoing اسکیمات ہیں۔ سابقہ ادوار میں ہمارے اضلاع کو ongoing کے حوالے سے کچھ زیادہ حصہ ملا ہے۔ تو ہم اس لیے خاموش ہوئے۔ لیکن یہ سابقہ تین سالوں میں ongoing کی کتاب، ongoing کی لسٹ اٹھایا جائے تو شاید ongoing کے ساتھ جو ظلم ہوا اس کا کوئی اور مثال نہیں ہوگا۔ تو ہمارے اضلاع کا وہ نقصان بھی ہو گیا۔ اور اپوزیشن کی وجہ سے ہمیں کبھی تین کروڑ۔ کبھی دس۔ یہ حصے ملتے رہے۔ چلو دنیا گزرتی رہتی ہے۔ ڈاکٹر مالک

صاحب کی حکومت کا تبادلہ ہونا تھا۔ جیسے طریقہ کار پہلے سے انکے درمیان میں طے ہوا تھا۔ نواب ثناء اللہ خان زہری صاحب کی حکومت آنے کا۔ میں تو خود زیادہ انتظار کر رہا تھا۔ کیونکہ جب آدمی کسی رات سے پریشان ہو جائے تو دن آنے کا زیادہ انتظار کرتا ہے۔ اب جب کوئی آدمی دن میں کسی وجہ سے پریشان ہو تو پھر رات آنے کا انتظار کرتا ہے۔ چلو رات کو تو سو جاؤنگا۔ آرام کر لوں گا۔ جب نواب ثناء اللہ خان زہری صاحب کی حکومت آئی۔ ہم نے اُس کو welcome کہا۔ اور ہم نے اُس کو خوش آمدید کہا۔ لیکن فائدہ کچھ بھی نہیں ملا۔ ہمارے بھی اضلاع ہیں۔ وزیر اعلیٰ چاہے جو بھی ہو۔ چیف سیکرٹری یا کسی بھی محکمہ کا کوئی سیکرٹری وہ پورے بلوچستان کا سیکرٹری اور وزیر اعلیٰ اور چیف سیکرٹری ہوتا ہے۔ ایسا نہیں کہ کوئی ایک ضلع کا۔ مثال نواب ثناء اللہ صاحب جس ضلع سے منتخب ہوا ہے۔ وہ اس ضلع کا وزیر اعلیٰ ہے۔ نہیں ہو پورا صوبہ بلوچستان کا وزیر اعلیٰ ہے۔ ڈاکٹر مالک جس صوبے سے منتخب ہوا ہے اُس ضلع کا وزیر اعلیٰ نہیں تھا۔ پورے بلوچستان کا وزیر اعلیٰ ہے۔ وہ ایک امام کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور امام کے جو مسائل ہیں۔ اگر امام اور مقتدی کی نیت اور ان کے شرائط برابر نہ ہوں تو ان دونوں کے نماز ایک دوسرے کے پیچھے نہیں ہوتیں۔ اس بجٹ کے حمایت کرنے اور نہ کرنے میں تو میں حیران اس لیے ہوں کہ بعض اضلاع کو پچیس کروڑ روپے۔ بعض کو ایک کروڑ روپے۔ بعض کو بارہ کروڑ روپے۔ اور بعض کو بارہ کروڑ کا بھی پتہ نہیں چلتا ہے کہ بارہ کروڑ میں سے کچھ بھی اُس کو ملا یا نہیں۔ تو اس بجٹ کو عوام دوست بجٹ کہنا میری مجبوری تھی۔ اور میں اس بجٹ کو عوام دوست بجٹ اس لیے کہتا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ نواب ثناء اللہ صاحب ناراض ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ ڈاکٹر حامد صاحب ناراض نہ ہوں۔ ہم بھی اس صوبے کا حصہ ہیں۔ اس اسمبلی کا حصہ ہے۔ گلہ اور شکوہ ہے۔ یہ اعتماد نہیں ہے کہ ہمارے ضلع موسیٰ خیل کے ساتھ اس دور میں۔ اس حکومت کے دور میں وہ مظالم ہو رہا ہے کہ اگر میں اس کو پورا بیان کروں۔ شاید آپ لوگوں کے دل بھی اس میں رکھے گا۔ ہمارے وہ اسکیمات جو مثال تیں، چالیس سال پہلے زراعت کے حوالے سے ہو۔ ایریگیشن کے حوالے سے ہو۔ جس میں سرکار کا بے حساب پیسہ خرچ ہوا۔ اور پھر یہ بھی اتفاق ہے کہ بارش کے حوالے سے موسیٰ خیل مومن سون کی زد میں ہے۔ زیادہ بارش ہوتی ہے۔ وہ اسکیمات جو حکومت کے سابقہ حکومتوں نے بنایا ہے۔ جس نے بھی بنائے ہوں۔ آج وہ اسکیمات جو ضائع ہو رہے ہیں۔ بلوچستان کا پیسہ ضائع ہو رہا ہے۔ پاکستان کا پیسہ ضائع ہو رہا ہے۔ میں کس کو کہوں؟ یا میرے ضلع والے کس کو کہے کہ ہمارا یہ اسکیم ضائع ہو رہا ہے۔ اور یقیناً جس کو ہم نے کہا ہے انہوں نے کچھ فائدہ نہیں دیا ہے۔ ان محکموں کے سیکرٹریوں کو ہم نے کہا۔ ان محکموں کے XEN's کو ہم نے کہا ہے۔ اور ان کے توسط سے ہمارا یہ یقین تھا کہ وہ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ کو اور چیف سیکرٹری صاحب

کو جیسے اس سال کوئی شکوہ تھا کہ سارے محکمیں والا اپنے اضلاع سے وہ بڑے بڑے کاموں کی تجاویز لیکر کے پھر اُس کیلئے وہ پیسے رکھے جائیں۔ تو ہم اُس پر خوش تھے۔ وہ بڑے بڑے اسکیمات جو پہلے بنائے گئے۔ ہمارے ایک نالہ جو پہلے بنا ہوا تھا۔ زمین سے وہ زراعت کے ہیں۔ ایک چینل ہے۔ تقریباً ایک کلومیٹر سے زیادہ فاصلے پر ہیں، پچیس فٹ اونچا۔ وہ پلوں کے سر پر ہے۔ ایک نالہ گزری ہوئی ہے۔ ندی کے وسط میں۔ اب اگر ہم کس کو کہیں کہ یار! اس نے ضائع ہونا ہے۔ آج تک جس کو ہم نے کہا ہے اُس نے نہیں سنا ہے۔ اور اس کے بعد شاید ہماری یہ عادت بنے گی۔ کیوں کہ کسی کو کہیں گے نہیں۔ کیونکہ کوئی سننے والا ہے نہیں۔ اور پھر موسیٰ خیل کے ساتھ وہ ongoing اسکیمات۔ یہ بھی سرکار کا، پاکستان کا پیسہ ضائع ہو رہا ہے۔ روڈ کے حوالے سے ہو۔ ڈیم کے حوالے سے ہو۔ پبلک ہیلتھ، واٹر سپلائی کے حوالے سے ہو۔ ہمارے پہاڑی علاقے ہیں۔ دور دراز سے ہم نے پائپوں کے ذریعے اٹھا کر کے کلیوں تک۔ علاقوں تک۔ لیکن اب بارشوں کی وجہ سے یا ongoing کے حوالے سے وہ اسکیم ادھوری پڑی ہے۔ ایک پائپ ادھر ہے۔ دوسرا پائپ ادھر پڑا ہے۔ میری اس موجودہ حکومت سے۔ سی ایم صاحب سے لیکر کے دوسری جو حکومت کی شاخیں۔ جن کے ساتھ بھی یہ محکمے تعلق رکھتے ہیں۔ گزارش ہے کہ وہ موسیٰ خیل پر خاص شفقت کرتے ہوئے موسیٰ خیل کے جو ادھورا کام ہے اُسکو پایہ تکمیل تک پہنچادیں۔ وہ بھی بلوچستان کا ایک حصہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ جیسا آج کل پاکستان کے بعض حلقے شور مچا رہے ہیں کہ ہم نے فلاں صوبہ بنا نا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک دن ہم یہ نعرہ لگائیں گے ہم نے پنجاب کے ساتھ رہنا ہیں۔ کیونکہ وہ پنجاب کے بارڈر پر ہیں۔ ڈیرہ اسماعیل خان، مغل کوٹ سے پھر بارکھان تک ہم اس مشرتی جھے پر۔ جب ہمارے ساتھ یہ ظلم ہوگا تو ہم اس بات پر مجبور نہ ہو جائیں۔

میڈم اسپیکر:- please آپ لوگ بیٹھ کر comments نہیں دیں۔

مولانا معاذ اللہ موسیٰ خیل:- تو یہ گلہ بھی کرتے ہیں کہ بعض اسکیمات کسی پراجیکٹ کے حوالے سے۔ کسی بلڈنگ کے حوالے سے۔ وہ موسیٰ خیل کیلئے آتا ہے۔ لیکن موجودہ وزراء۔ موجودہ حکومت اُس میں اتنی مداخلت کرتے ہیں کہ یاریہ کام فلاں جگہیں پر۔ تمام بلوچستان کے چاہے ضلع ہو یا صوبہ ہو۔ اُس کا ایک شہر ہوتا ہے۔ اُس کا ایک مرکز ہوتا ہے۔ اُس کا ایک علاقہ۔ اکثر کاروبار جو پورے عوام کے ہوں۔ وہ اُن شہروں میں ہو جاتا ہے۔ لیکن موسیٰ خیل میں ایک اسکیم جو ابھی آیا وہ اونٹنیوں کا دودھ لینے کے لیئے یا مکھن بنانے کے لیئے۔ اسمبلی کے بعض ممبران کسی ایک آدمی کی خاطر۔ یار اُس آدمی کو بھی یہ شرم نہیں آتا ہے کہ میں نے موسیٰ خیل کی

رہنمائی کرنی ہے۔ پھر پھر ایک اسکیم کیلئے چیج چیج کر کے چیف سیکرٹری کے پاس جائے۔ سی ایم کے پاس جائے۔ ڈاکٹر مالک صاحب کے پاس جائے۔ رحیم زیا تو ال کیا پاس جائے۔ یار میں تو حیران ہوں کہ یہ سیاست ہے۔ کب تک یہ آنکھیں بند کر کے سیاست کرتا رہے گا اور جیسا بھی۔ پھر سیکرٹری۔ موسیٰ خیل کے ساتھ یہ بھی ظلم ہو رہا ہے۔ کوئی اسکیم۔ شاید اس کا جانچ پڑتال کیا جائے ہمارے ضلع موسیٰ خیل کے کسی بھی محکمے کا ایکسپین ہے یہ۔

میڈم اسپیکر:- مولانا صاحب! windup کریں۔ آپ speech windup کریں۔

مولانا معاذ اللہ موسیٰ خیل:- کہ یہ انصاف کیا جائے۔ باقی ایجوکیشن کے حوالے سے۔ بہر حال موجودہ جو بھی بجٹ ہے۔ اس کے ساتھ تو چلو ہم اتفاق کریں گے۔ ہمارے علاقے میں جتنی بھی خامیاں ہیں۔ جتنی بھی کمی ہے ایجوکیشن کے حوالے سے ہو۔ گزارش ہے سب ساتھیوں سے کہ اُس کو پورا کرنے کا جو طریقہ کار ہو۔ بیشک اُس علاقے پر رحم اور کرم کر کے وہ بھی آپ کے بھائی ہیں۔ آپ کے ساتھی ہیں۔ بلوچستان کا حصہ ہیں۔ جزاک اللہ۔ بہت بہت شکر یہ میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر:- میر جان محمد خان جمالی صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی:- اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اس سے پہلے کہ میں بجٹ پر کچھ اظہار خیال کروں۔ میری قائد ایوان سے گزارش ہے کہ اب ہمارا پانی کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا ہے سندھ کے ساتھ۔ آج وہ سندھ ایک نہر کو بھی گیارہ سو کیوسک پانی دینے کیلئے تیار نہیں ہے۔ daily گیارہ سو کیوسک پانی کم کر رہا ہے۔ تو آپ کو پٹ فیڈر سے کیسے پھر کوئٹہ کو پانی دیگا سارا سال۔ پٹ فیڈر کینال بھی سندھ کے گدو کینال سے نکلتی ہے۔ سوچ لیں جو باتیں جو میں کر رہا ہوں۔ تو ایک آپ please مہربانی کر کے وزیر اعلیٰ سندھ سے اور سندھ ایگریکیشن کے احکامات سے stand لیں۔ چنگیز مری صاحب نہیں آئے اجلاس میں۔ اُنکا کام تھا۔ ابھی وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں اپنے لیول پر وہ پانی کا میٹر چیک کریں۔ اور دوسرے C.M صاحب اپنے لیول پر۔ یہ سارا سیزن ہے۔ سندھ بڑے interesting لوگ ہیں سندھ کے لوگ۔ اُن کے ایگریکیشن والے، ریونیو والے ماہر ہیں۔ پولیس والے۔ قرآن سر پراٹھائیں گے۔ کہتے ہیں کہ یہ قرآن کی قسم ہے ہمیں پنجاب پانی نہیں دے رہا۔ ہم کہیں گے نہیں غلط بیانی سی بات ہے۔ کہتے ہیں سات قرآن دو گے پنجاب ہمیں پانی نہیں دے رہا ہے۔ بھائی ایک قرآن، سات قرآن ایک ہی بات ہے۔ سات قرآن اُٹھانے کی کیا بات ہے۔ اس قسم کے لوگوں کے ساتھ آپ کا واسطہ پڑے گا۔ یہ تو کینال کا مسئلہ ہے۔ پٹ فیڈر میں بھی ہوگا

کچھ دنوں کے بعد۔ پانی نہیں دیں گے آپ کو۔ اور جب آپ تمیں ارب خرچ کر کے پائپ لگا کر پہنچائیں گے کوئٹہ کا پانی۔ وہ کیسے دیں گے گدو سے؟۔ وہ ابھی سے آپ اپنی تیاری کر لیں کہ کیسے لوگوں سے آپ کا واسطہ پڑیگا۔ اُس وقت ثناء اللہ زرک زئی نہیں ہوگا وزیر اعلیٰ۔ کوئی اور ہوگا پانچ، چھ سال کے بعد۔ بابت صاحب ہوگا مثال۔ پھر اُس کوٹڑا پڑیگا اس پانی کیلئے کوئٹہ کیلئے۔۔۔ (مداخلت۔۔۔ شور)۔ ایک تو میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا۔ کچھ ایسی باتیں آئینی طور پر آپ ذرا دھیان میں لائیں۔ کیونکہ قوم پرست جماعتیں ہمارے ساتھ ہیں۔ پشتون قوم پرست۔ بلوچ قوم پرست، مسلم لیگ (ن) کے ساتھ۔ اس وقت فیڈریشن آف پاکستان میں رہتے ہوئے ون یونٹ زندہ ہوگئی۔ زمرک نے بھی یہ بات کی ہے۔ بلاول بھٹو نے بھی اپنی ٹوٹ میں یہ کہا ہے۔ اس وقت قومی اسمبلی کے ایوان میں تین سو پینتالیس ایم این ایز ہیں۔ اُن میں سے ایک سو بہتر وومن سیٹس ہیں۔ اقلیتیں وہ پنجاب سے ہیں۔ ابھی سے آپ اپنا 2018ء کا ایجنڈا تیار کر لیں۔ 2018ء کہتے ہیں ابھی سے بہت سی ایسی باتیں ہونگیں جو واہ واہ کرتے رہیں گے اقتدار میں ہم اُنکے ساتھ۔ لیکن ہمارا واسطہ پڑتا ہے۔ آپ کا پہلے پڑچکا ہے۔ ابھی آپ اقتدار میں آئے۔ تو ذرا دوسری کیفیت ہے۔ لیکن الرٹ رہیں آپ اس معاملے میں۔ کہ فیڈریشن آف پاکستان میں ون یونٹ پیدا ہو چکا ہے۔ تیسری بات میں خواتین کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں۔ Women representation in the Assemblies۔ ابھی نواب صاحب، ڈاکٹر مالک، زیارتوال، جعفر خان اور مولانا عبدالواسع صاحب آپ نمائندگی کرتے ہیں اپنی پارٹیوں کا، ابھی وہ ماحول لائیں اور خواتین کو direct election کیلئے ٹکٹ دیں۔ اور اسپیشل سیٹ کا وقت ختم کریں آپ۔ اگر آپ 15 سیٹیں دے رہے ہیں ٹکٹ تو کم از کم دو خواتین کو دے دیں کہ direct election لڑیں۔ آنے دیں اُن کو۔ محترمہ بے نظیر بھٹو آپ کے سامنے ہیں، فہمیدہ مرزا آپ کے سامنے ہیں۔ بہت سے خواتین پنجاب اسمبلی میں ہیں۔ تو میری بہن راحت بی بی آپ کے سامنے ہے۔ اپنا کھتران صاحب کی گھر والی تھی، پچھلے الیکشن میں، بھابی نسرین کھتران، وہ تھی۔ directly elected۔ directly elected۔ میں خاتون آتی ہیں تو کیا فرق پڑتا ہے۔ آنے دیں اگر وزیراعظم بن جاتی ہیں، پاکستان کی وزیراعظم بن چکی ہیں جس کو سب جماعتوں نے support کیا جمعیت نے بھی۔ تو کیوں نہیں۔ اگر حسن بانو direct seat پر آتی ہیں اور مولانا عبدالواسع کی جگہ لیڈر آف اپوزیشن بن کر بیٹھتی ہیں تو کیا فرق پڑتا ہے۔ اس میں یہ وقت آ گیا ہے ابھی تھوڑی تبدیلی آگئی ہے، میں سردار اسلم سے بات کر رہا تھا۔ کل انہوں نے میرے ساتھ ایک مسئلہ اٹھایا تھا کہتا ہے کہ یہ قندیل بلوچ قندیل بلوچ کونسی بلا ہے، پھر انہوں نے اپنی تقریر میں ذکر نہیں کی اور میرے گلے میں

ڈال دیا، ہاں اب وہ ہاؤس کو اعتماد میں لیں ناں۔ جیسے آپ نے WhatsApp میں سارا پتہ کیا ہے، وہ بتادیں پھر میں اپنی تقریر جاری رکھوں گا۔

میڈم اسپیکر:- جی سردار صاحب۔

سردار محمد اسلم بزنجو (وزیر محکمہ زراعت):- جس کا WhatsApp آیا ہے جس میں اس کا نام ہے فوزیہ عظیم ہے، اس نے شروع کیا ہے، قندیل بلوچ، قندیل بلوچ۔ ایسا اُس نے کیا ہے۔ وہ جو کپڑے پہنتی ہے، ٹیلی ویژن میں دو دو گھنٹہ ظاہر ہو کر اپنی جسم کی نمائش کرتی ہے، ہم سب بلوچوں کا اس پر افسوس ہوا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ اپنے کو بلوچ نہیں کہے۔ جو اُس کا اصلی نام ہے وہ اپنی کو متعارف کریں۔

میر جان محمد خان جمالی:- سردار اسلم بلوچ نے انہوں نے ان چیزوں پر نظر رکھی ہوئی ہیں۔ انہوں نے باریکی میں ساری تحقیق کی ہے، دوسرا میں بجٹ میں آنے سے پہلے نواب صاحب نے دو دفعہ اس فلور آف دی ہاؤس پر، ایگری کلچر یونیورسٹی بلوچستان کا ذکر کیا ہے نواب ثناء اللہ زکریٰ۔ تو میں نے پھر چیف سیکرٹری کو کہا کہ نہ تو تقریر میں آیا ہے نہ بجٹ میں آیا ہے۔ کہاں گم ہو گیا۔ یونیورسٹی تو بڑی اچھی چیز ہے کہاں گم ہو گیا۔ فیڈرل پی ایس ڈی پی میں پھر انہوں نے بتایا ہے۔ نواب صاحب یہ فیڈرل PSDP میں جو یونیورسٹی آئی ہے آپ کو بڑے زور ہو بازو سے لینا پڑیگا۔ ہاں پلیز اعتماد میں لے لیں اچھی بات ہے۔

نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان):- آخر میں میں windup کرونگا کل اس کو۔ تو یہ ہم نے آپ کی جو اسکیمات ہیں وہ سارے تفصیل سے ایک ایک ممبر کا میں جواب دوں گا۔ سارے پوائنٹس میں نوٹ کر رہا ہوں اور میرا عملہ بھی پوائنٹس نوٹ کر رہا ہے۔ آپ کا وہ جو اسکیمیں ہیں وہ ہم نے ڈالا ہوا ہے فیڈرل PSDP میں اُس دن میں جو میری تقریر تھی وہ miss ہو گئی، پھر میں نے جعفر خان صاحب کو اور دوسرے ساتھیوں کو especially کہا تھا۔ کہ وہ جو آپ کا ایگری کلچر یونیورسٹی ہے۔ جان صاحب آپ سُنیں تو صحیح مجھے تو اٹھا دیا ہے آپ نے۔ لیکن آپ سُن نہیں رہے ہیں۔ تو میں نے اس پر especially جعفر خان صاحب کو کہا تھا۔ جعفر خان صاحب بیٹھا ہے اور دوسرے رحیم بھائی ہمارے سارے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جو پوسٹ بجٹ ہم پیش کر رہے تھے تو اُس میں میں نے کہا تھا کہ ان جو ہمارے فیڈرل اسکیمات ہیں ان کا آپ ضرور ذکر کرنا۔ اس میں جو آپ کا ایگری کلچر یونیورسٹی وہ بھی اس میں شامل ہے۔ اور اُس کے لئے 25 کروڑ روپے اس دفعہ ہم نے رکھے ہوئے ہیں۔

میرجان محمد خان جمالی:- بہت اچھا کیا ہے کہ آپ کا زراعت کا علاقہ بھی۔ آپ کا نصیر آباد ڈویژن میں دو ڈسٹرکٹس ہیں نصیر آباد اور جعفر آباد اور کچھ علاقہ جھل مگسی کا ایریکیشن سسٹم میں۔ اور لائیو سٹاک کا سسٹم مشہور ہے کچھی، میر عاصم کا علاقہ، بارکھان، سارا بلوچستان ہے۔ آپ کا مالدار کیلئے۔ آپ ابھی یاد کریں گورا ابھی بھی کہتا ہے آپ بھی سمجھ لیں The future of the world is now depending on food and water. وہ سوچ ابھی سے بنالیں کہ ادھری گھوم پھر کے۔ بجٹ پر میں زیادہ تفصیلی بات نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ اور کچھ باتیں کی ہیں اُس نے نواب جو گیزٹی نے بڑی صحیح اور کھری باتیں کیے ہیں۔ میری ایک گزارش ہے نواب صاحب سے اس وقت وزیر اعلیٰ خود بھی ہیں اور وزیر فنانس بھی ہیں۔ اور پی اینڈ ڈی ڈاکٹر حامد اچکزئی پرانے کھلاڑی جاری اور ساری۔ پچھلے اڑھائی سال میں بھی وہی تھے ناں۔ ساتواں NFC ایوارڈ آیا ہے۔ جعفر خان! اگر میں غلط ہوں تو مجھے درست کر دیں 2009ء میں آپ کے وسائل تیزی سے بڑھے۔ یا نہیں بڑھ گئے، آپ کی capacity تھی نہیں۔ کیسے آپ نے دینی ہیں اسکیمیں۔ کس طرح ایک comprehensive development کرنی ہیں۔ تبدیلی کیسی لانی ہیں اس صوبے میں وسائل بہت آتے ہیں۔ مجھے تو وہ دن یاد ہے کہ ہر مہینے OD State Bank سے پیسہ لینا پڑتا تھا، 99-1998ء میں، نیو کلیئر بلاسٹ کی بعد کی بات ہے 99-1998ء میں۔ یہی اسحاق ڈار تھے ہر مہینے 72 کروڑ تنخواہیں کے لئے لینے جانا پڑتا تھا۔ 5 کروڑ پنشن کیلئے اور 3 کروڑ دوسرے مد میں۔ 80 کروڑ نہیں ہوتا تھا دینے کیلئے لیکن OD پر یہ صوبہ چل رہا تھا، سروس بھی روک گئی تھی، فارن سارے پر وجیکٹ بھی رک گئے تھے پیسے بند ہو گئے۔ ابھی تو بہت اچھے حالات ہیں۔ میری قائد ایوان سے گزارش ہے چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی بھی اس چیز کو نوٹ کر لیں کہ پہلی وہ جو ٹیم تھی 2009ء سے 2013ء تک اُس میں مولانا عبدالواسع اور میر عاصم کرد گیلو، انہوں نے اسکیمیں دیں۔ فنانس منسٹر، منسٹر پی اینڈ ڈی اور CM یہ ایک triangle بنتا ہے اُس کی ذریعے اسکیمیں جاتی رہی ہیں، کیسے distribute ہوئی، انصاف کے تناسب سے ہوئی۔ کیوں نہیں ہوئی اُس کو بھی دیکھ لیں اچھی طریقے سے۔ تو وقت کے ساتھ ساتھ پیسے تو چلے کہ کدھر گئے اسکیمیں۔ کیا ہوا موقع پر۔ پھر وہ دور گزر گیا۔ پھر ڈاکٹر مالک صاحب کا دور آیا، آنے دے صفائی ہونے دینا۔ پارلیمنٹ میں صفائی ہوتو بہتر ہے دوسرے اداروں میں کیوں صفائی ہو۔ دوسرے ادارے کھینچا طانی کریں سب کو لٹکا دیں تو اس سے بہتر ہے کہ پارلیمنٹ لٹکا دیں۔ تو 2013ء سے آج تک جس طرح وہی ڈاکٹر عبدالملک اُس وقت مشیر خزانہ تھے خالد لاگو صاحب۔ پی اینڈ ڈی اور ابھی نواب صاحب پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ تو وہ بھی دیکھ لیں کہ اسکیمیں

کیسے distribute ہوں گے۔ انصاف کتنا ہوا ہے اور ضرورتیں کتنی تھی۔ تفصیل تو آپ خود Floor of the House پر بتاتے رہے ہیں کیا ہوا ہے۔ وہ تو واضح ہو جائیگا کہ کہاں گئے پیسے، کیسے گئے۔ اور کیوں گئے یہ سارا واضح ہو جائیگا۔ clear قصہ ہے جس کو ذمہ داری دی ہے، انہوں نے کیا انصاف کیا یا غیر منصفانہ ہوسارے ہاؤس کو اعتماد میں لینا چاہیے۔ یہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی کتابچہ چھاپ کر کے سارے ہاؤس میں دیا جائے کہ ان عرصے میں اتنا ہوا ہے اور ان عرصے میں اتنا ہوا ہے بالکل اس طرح ہو، ہم پارلیمنٹ میں ایک دوسرے کیساتھ کریں، کیوں دوسرے ادارے ہمیں لٹکائیں باہر سے۔ یہ ادھر ہونا چاہیے اور یہ نواب صاحب پر زیادہ ذمہ داری آتی ہے۔ ابھی اس وقت کیونکہ ابھی وہ بجٹ پیش کر رہے ہیں اور یہ چیزیں سب سامنے لانی ہوگی کہ کس طرح ہو۔ میں دل میں ضرور خفا ہوں نواب صاحب، 2010ء، 2012ء میں سیلاب آیا اور علاقہ تباہ ہو گیا، بعد میں جس طرح اسکیمیں دی گئی ہیں وہ سب کے سامنے ہیں، ہمیں ادھر کھڑا ہو جاؤں آپ کی تعریف کروں، بہت اچھا ہوا ہے All ok۔ فوج میں میں رہا ہوں۔ ایک کمپنی لڑنی پڑ گئی اُس کے چالیس آدمی مارے گئے تو کہتا ہے forty died, sixty wounded all ok، کمپنی ختم ہو گئی ہے all ok۔ یہ all ok کا نہیں چلے گا۔ سسٹم آپ کو سارا بتانا پڑیگا اس ہاؤس میں کہ کس کو کیا ملا ہے۔ آج مولانا عبدالواسع کو تکلیف ہے۔ پہلے کس کو تکلیف تھی یہ ساروں کو پتہ ہونا چاہیے۔ یہ تو آپ نے مجھے کہا اپنے منہ سے کہ جب یہ غلطی ہوئی ڈاکٹر مالک کے دور میں۔ کہتا ہے کہ تھوڑا صبر کر لو اس کی میں درستگی کرتا ہوں۔ جیسے سردار کھیترا ان کو شکایت تھی، اعتراض ہے کہ میں elected آدمی ہوں مجھ سے رائے نہیں لی جا رہی ہے۔ دوسروں کے ذریعے attempt کیا جا رہا ہے۔ اور یہ سوچ لیں آپ لوگ یہ جو روایتیں آپ کر رہے ہیں اختیار یہ کل آپ کے ساتھ ہو۔ مجھے صرف دکھ اس بات کا ہے کہ اس ایوان میں پہلے دن سے جو اپوزیشن میں بھی بیٹھے ہیں لوگ۔ اُن کا بھی اتنا ہی حق بنتا ہے جتنا ٹریڈری پنچوں کا اسکیموں میں۔ یہ ایک حقیقت ہے اس کو آپ نے ماننا پڑیگا۔ اور جو خواتین کے اسکیمات کے ساتھ جو ہو رہا ہے وہ بھی ہمیں اندرورنی پتہ ہے کہ وہ لکھت میں کیا دے رہی ہیں اور دے پابھی نہیں رہے ہیں۔ اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ directly elect کرو، ہوتے آؤ، کہ حسن بانو بی بی آ کے بیٹھیں مولانا عبدالواسع کی جگہ اور کوئی وزیر اعلیٰ بنتا ہے تو بھی آ کے اُس کی جگہ۔ اس طرح اگر آپ نے چلنا ہے ایمانداری سے، خلوص کے ساتھ۔ رواداری کے ساتھ یہ چلانا پڑیگا۔ اور دوسرا ہمارے صوبے کی کچھ روایتیں ہیں وہ ہم نہیں توڑیں گے، نہ ٹوٹیں گی۔ ایک دوسرے کی عزت احترام اور زبان اچھی بولنا، خواتین کا احترام ہے، اور اُن کے ہوتے ہوئے اور بھی زیادہ مہذب معاشرہ اور اُس سے بھی زیادہ مہذب معاشرہ ہے۔ ان کو کبھی نہ

تھوڑیں۔ کیونکہ آج کل جو TV شوز دیکھ رہے، جو دوسرے پرانے اسمبلیوں میں ہو رہا ہے، please اس کو follow نہ کریں۔ یہ غلطیاں کبھی نہ کرنا۔ وہ قندیل ڈیرہ وال کا، تو نواب اسلم کی ڈیوٹی لگائی تو انہوں نے ساری تفصیل بتادی کہ ہوا کیا، نہ ہوا۔ اور کیوں ہمیں بدنام کیا جا رہا ہے۔ وہ بھی انسان ہے انکو مہذب رہنا چاہیے۔ تو میری گزارش ہے نواب صاحب سے کہ منصفانہ طریقے سے ہر چیز یہ کرا دیں۔ ایک truth ہے reconciliation whitepaper چھیننا چاہیے اس ہاؤس پر۔ تو وہی تو ہو رہا ہے ناں۔ وہ مفت کی صاحب بیچارہ مارا گیا۔ اچھا بات سنیں۔ آپ یہ whitepaper چھاپیں specially آپ کی ذمہ داری ہے مجید خان صاحب! ہاؤس میں لے آئیں۔ سارے پچھلے اتنے سوال۔ جب سے آپ کے اگر وسائل اچھے ہوئے 2009ء سے at least آج تک۔ کیونکہ نواب ثناء اللہ کی تقریر ہے کہ جب ہم سیاست سے ادھر سے جائینگے کہ لوگ ہمیں برا بھلا نہیں کہیں، عزت کے ساتھ زندہ رکھیں۔ اسمبلی میں لائیں تو بہتر ہے۔ کیونکہ اسمبلی میں کوئی کام ہونا چاہیے۔ تو کوئی TOR type نظر نہیں ہونی چاہیے۔ تو میری یہ سب یہ گزارشیں تھیں کہ آپ ان چیزوں میں improvement لائیں۔ ورنہ تو کہتے ہیں کہ یہ بجٹ ہے ملتا رہے گا کسی کو زیادہ ملے گا کسی کو کم ملے گا۔ کتنا انصاف ہوا نہیں ہوا۔ اصل میں انسان کا پتہ لگتا ہے کہ جب وہ اقتدار میں آئے کہ وہ کتنا انصاف کر سکتا ہے۔ اور اپوزیشن تو ویسے بھی مشکل میں ہے۔ تو ان گزارشات کے ساتھ میڈم اسپیکر! شکر یہ آپ کا کہ آپ نے وقت دیا۔ میرے یہ طریقہ رہے گا جو ہے کیونکہ ہم لوگ آزاد سوچ والے ہیں، آزاد ذہنیت والے جو نواب صاحب خود بھی ہیں، مہربانی۔

میڈم اسپیکر:- شکر یہ جمالی صاحب۔ شاہدہ رؤف صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رؤف:- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ Thank you اسپیکر صاحبہ۔ ہمارے محترم صاحب جو Eighty Five سے اسمبلی میں آرہے تھے۔ اکثر شگوں نے چھوڑتے ہیں۔ انہوں نے یہ کہا کہ پہلے بم پھاڑے ہیں اپوزیشن والے۔ اور اُس کے بعد مبارک دے رہے ہیں۔ میں نے کہا اس چیز کو change کر دوں۔ بجٹ پیش کرنا کسی بھی حکومت کا آئینی فرض ہوتا ہے۔ آپ نے وہ آئینی فرض نبایا۔ اُس پر ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں۔ تو وہ جو بم پھاڑنے والا ہے وہ میں ابھی بعد میں شروع کروں گی۔

میڈم اسپیکر:- آپ کے پاس آٹھ سے دس منٹ ہیں۔

محترمہ شاہدہ رؤف:- اسپیکر صاحبہ! روزہ ہے میں آہستہ آہستہ چلوں گی۔ میں چاہوں گی کی آٹھ سے

اگر آپ کو دس یا بارہ منٹ دینے پڑیں تو please آپ اُس میں اضافہ کر لیجئے گا۔ بجٹ ہم سب کو پتہ ہے کہ محاصل اور اخراجات دونوں کا مجموعہ ہوا کرتا ہے۔ اور یہ ایک مخصوص مدت کیلئے بنایا جاتا ہے۔ میرا تھوڑا سا جو ایک objection ہے یا میرا جو observation رہی ہے۔ وہ ہوتا یہ ہے کہ وہ ماہر لوگ بیٹھتے ہیں سر جوڑ کر اور اس چیز کا تخمینہ لگایا جاتا ہے کہ آپ کے محاصل کیا ہونگے اور آپ کے اخراجات کیا ہونگے۔ دیکھنے میں یہ آیا کہ جن دنوں یہ سارا کام ہو رہا تھا۔ بجٹ کی تیاری ہو رہی تھی تو P&D department میں آفیسر کو اُسکی ٹیم کے ساتھ فارغ کر دیا گیا۔ اور کسی جو نیر آفیسر نے شاید یہ چیز جو کی ہے۔ اب ہوتا یہ ہے کہ پچھلا بجٹ جو گزرا ہے اُس کی چند چیزیں آپکو سامنے رکھی ہوتی ہے۔ جس میں آپ کا سابقہ بجٹ کا سوشل ٹارگٹ آتا ہے۔ اکنامک ٹارگٹ آتا ہے۔ اکنامک گروتھ آف پرونس آتی ہے۔ یہ سب چیزیں سامنے رکھ کر آپ نے اپنا اگلا بجٹ بنانا ہوتا ہے۔ تو میری سمجھ سے تو یہ بالاتر ہے کہ ایک عین ٹائم پر لوگوں کو reshuffle کر دینا۔ اور پھر ان تمام چیزوں کے بغیر بجٹ بنالینا۔ پھر آپ اُس سے کیسے اندازہ یہ لگائیں گے کہ آپ اپنا output جو آپ چاہ رہے ہیں وہ کیسے آپ حاصل کریں گے؟ تو یہ ایک ناممکن بات ہے۔ اس کی طرف میں نواب صاحب کی توجہ دلانا چاہوں گی۔ دوسری بات میں جمالی صاحب کو appreciate نہیں کروں تو نا انصافی ہوگی۔ Sixty Five کی ہاؤس میں بارہ خواتین ہیں۔ جن کیلئے آواز اٹھانے والے اس وقت واحد ممبر جمالی صاحب تھے۔ اور انہوں نے اس بجٹ speech میں جس طرح ہمیں سراہا ہے اور ہمارے حق کے لیے آواز بلند کی ہے۔ اگر اس طرح کے میرے colleague ہوں گے۔ اگر اس طرح کے مرد بلوچستان اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو میرا ایمان ہے کہ بلوچستان کی عورت کو آگے بڑھنے سے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے)۔ وزیر اعلیٰ صاحب! آپ سے جو چیز جو گلہ ہے۔ آپ کا ایک statement میری نظر سے گزری۔ شاید پرسوں کے اخبار میں تھا۔ آپ نے یہ کہا کہ بجٹ بناتے ہوئے حکومتی ارکان اور اپوزیشن ارکان دو دنوں کا خیال رکھیں گے۔ یہ statement جو اخبار میں آئی تھی۔ ہم آپ کی بات کو سو فیصد مان بھی لیں۔ تو جہاں تخفیف کی گئی۔ اُس کو ضرور میں highlight کروں گی۔ مردوں کے فنڈز میں اور عورتوں کے فنڈز میں تخفیف کی گئی۔ آپ اس وقت جس responsible Chair پر بیٹھے ہیں۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک powerful اور ایک strong بندوں کو اس چیز پر بٹھانے کا مقصد یہ ہوا کرتا ہے کہ وہ صرف اپنے تحفظات نہیں اپنے سارے ساتھیوں کے تحفظات کا خیال رکھیں گے۔ انکے جتنی بھی چیزیں ہیں انکا خیال رکھیں گے۔ تو آپ سے request یہ ہے کہ اگر آپ کے نوٹس میں یہ بات نہیں ہے۔ اور ہمارے کہنے سے آپ

یا تو kindly اس کا ضرور جائزہ لیا جائے کہ یہ ہمارا ایک آئینی حق ہے۔ ہم چاہے reserve سیٹس پر آئے ہوئے ہیں۔ آپ جب بھی ووٹ کی بات کریں گے۔ کسی بھی ٹائم پر آپ کو روم کی بات کریں گے آپ کو خواتین کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ آپ سینٹ الیکشن کی بات کریں گے۔ آپ کا اور ہمارا ووٹ برابر ہوتا ہے۔ تو جب ہم اپنے بجٹ کی بات کرتے ہیں وہاں پر عورتوں کو neglect کرنا یقیناً انکو ان کے آئینی حق سے جو ہے آپ انکو محروم کر رہے ہیں۔ تو آپ کو اس سیٹ پر دیکھے ہوئے ان تمام خواتین کے behalf پر میں یہ کہوں گی کہ kindly اس چیز کا نوٹس لیتے ہوئے آپ ضرور ہمیں compensate کریں۔ میں آپ کے پاس بھیجوں گی اپنی اسکیمات۔ کیونکہ اپنا personal ذکر کرونگی۔ جو میں نے اسکیمات identify کی تھیں۔ یہ آپ تک پہنچ جائیں گیں۔ ہمارے جو نوزائیدہ اے سی ایس صاحب ہے۔ انہوں نے میری اسکیمات کا حال یہ کیا ہے کہ اس کے اوپر P یعنی pending لکھ کر سب کے سب کھسکا دیں سائیز پر۔ تو یہ میں آپ کے پاس بھیج دوں گی یہ۔ اور یقیناً آپ اس کو پڑھیں گے اور دیکھیں گے کہ واقعی یہ اسکیمات اس قابل نہیں تھیں کہ کسی ایک کو بھی شامل کیا جاتا۔ اب میں آجاتی ہوں بجٹ کی طرف۔ PSDP کی طرف جب آپ جاتے ہیں۔ میں سیکرٹری وائز آؤنگیں۔ سب سے best اور جو سب سے اہم جس کے اوپر سب سے زیادہ بقول حکومت کے رکھا گیا ہے فنڈ وہ ہے ایجوکیشن۔ تعلیمی ایمر جنسی ڈھائی سال سے ہم سن رہے ہیں۔ اس نے ہمارے صوبے کو کہاں پہنچایا۔ یہ بھی reflect کریں گے۔ ہمارا 14-2013ء میں جو بجٹ تھا ایجوکیشن کا۔ وہ تھا 23.1% ٹوٹل بجٹ کا۔ بلوچستان کی ٹوٹل بجٹ کی بات کر رہی ہوں۔ 2014-15ء میں 23%۔ 2015-16 میں 18% اور 2016-17ء میں 9% ٹوٹل بجٹ کا میں کہہ رہی ہوں۔ آپ اس کو دیکھیں تو وہ ہم جو کہتے ہیں ناں کہ ہم نے ایجوکیشن میں اتنا بڑھا دیا۔ آپ اپنے full budget کا سا نر دیکھیں۔ اور اس کے مطابق ایجوکیشن کا بجٹ دیکھیں تو پھر آپ بات کریں کہ آپ نے کیا کیا۔ اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے بجٹ بڑھایا تو output کیا ملا۔ کیا وہ کرپشن کی نظر ہو گیا؟ کیا وہ پانی کی ٹینکیوں میں بھرا گیا؟ یا ہم وہ فائدہ ہے اور وہ ٹارگٹ achieve کر سکیں جو ہم نے match کرنے تھے۔ یقیناً نہیں ہوا۔ اس میں کنسٹرکشن کے اوپر اگر آپ نے لگائی قیمت یا جو بھی بجٹ۔ تو اس میں آپ یہ دیکھیں کہ اداروں کی صورت حال یہ ہے میں interior بلوچستان کی بات نہیں کر رہی۔ میں کوئٹہ سٹی کی بات کر رہی ہوں کہ ابھی بھی ہمارے سرکاری تعلیمی ادارے چت ہیں تو کھڑکیاں اور دروازے نہیں۔ دیواریں ہیں تو چھت نہیں۔ یہ میں یہاں کوئٹہ سٹی کی بات کر رہی ہوں۔ ساڑھے پانچ سو سے زیادہ تعلیمی ادارے ایسے ہیں جو اس وقت ان سہولیات سے محروم ہیں۔ اس

میں میں محکمہ تعلیم اور پی اینڈ ڈی دونوں کو تصور وارٹھراتی ہوں۔ تجاویز بلکل ساتھ ساتھ دیتی چلوں گیں۔ حکومت نے اچھا کام کیا کیا۔ ٹائم اسکیل اور پے انکریز کیس۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ مطلوبہ نتائج ہم حاصل نہیں کر سکے۔ اس میں یہ کہو گی کہ institutionalise mechanism جو ہے اُس کو ضرور لایا جائے۔ اساتذہ کی جو پروموشن ہے اُس کو performance base کیا جائے۔ اچھا رزلٹ دے رہا ہے تو آپ اسکو ایک نہیں دو، دو، دو promotions دیں۔ اگر نہیں دے رہا تو سائینڈ لائن کریں اسکو۔ اسی طرح جو مین چیز ہے وہ یہ ہے اپنے ٹیچرز کو آنے والے وقت کے ساتھ انکی تربیت کرنا۔ ٹیچرز کی۔ اُن کے لیے ٹریننگ کا اہتمام کرنا۔ تو یہ وہ سیکٹر ہے جس میں ہم کمزور جا رہے ہیں۔ ہم نے پرائمری ادارے رکھ دیئے کہ اتنی بلڈنگز بنانی ہیں۔ جس طرح باقیوں نے کہا کہ بلڈنگز بنا کر جب ٹیچرز وہ نہیں آئیں گے۔ جو میٹ کر سکے اُن تمام situation کو جو آج جا رہی ہیں۔ جو سلیپس آج پڑھایا جا رہا ہے۔ وہ stable ہی نہیں ہونگے وہ پڑھائیں۔ تو اُن بلڈنگز کا میں نے کیا کرنا ہے؟ تو اس کی طرف ہمیں توجہ دینی ہوگی۔ ایک اور بات کہ تعلیمی اداروں کے اندر جو یونین سازی ہے۔ میں بات کر رہی ہوں کالج اور یونیورسٹی لیول پر۔ اس کی حوصلہ شکنی ضرور حکومت کو کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ ہمارے ایجوکیشن سسٹم کو بہت زیادہ نقصان پہنچا رہے ہیں۔ دوسرا ہے ہیلتھ۔ ہیلتھ کے اندر جو بجٹ دیا گیا ہے میرے خیال میں وہ ہماری ضروریات سے بہت کم ہے۔ اور اُس کے اندر مزید جو ہے وہ improved کرنی چاہیے تھیں۔ اس میں میں بات کرو گی ایک M.S.D میٹھے ہیں یہاں پر ہمارے منسٹر صاحب بھی M.S.D ایک ادارہ ہے۔ جو کہ شاید پر چیز کرتا ہے medicine وغیرہ۔ اس ادارے کا کام یہ ہوا کرتا ہے کہ اس نے ہاسپٹلز اور ڈاکٹرز کو facilitate کرنا ہے۔ لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ اکثر اوقات یہ ادارہ الڈرز create کر دیتا ہے۔ اور بروقت medicine جو ہے وہ نہیں پہنچ سکتی۔ تو میری ایک suggestion یہاں پر یہ ہے کہ اگر ہم ہاسپٹلز کے ایم ایس اور اُن شعبوں کے سربراہ پر مشتمل ایک کمیٹی بنا کر انہیں کو یہ دے دیں کہ انہوں نے میڈیسن پر چیز کرنی ہے۔ تاکہ وہ all in all آپکو اسکا جوابدہ ہو۔ انکا اپنا شعبہ ہے۔ وہ اس پر بتائیں کہ انہوں نے اتنی میڈیسن لگائی ہے۔ اور اُس کی پھر کیا out put رہی ہے۔ تو یہ میری ایک suggestion۔ اسی طرح اس میں ایک اسپیشل پیسے رکھنی چاہیے تھیں میڈیکل موبائل یونٹ۔ ہمارے province کا جو اس وقت ہے دور افتادہ لوگ پڑے ہوئے ہیں۔ ہم ہر جگہ۔۔ اُنکے doorstep پر اُنکو وہ چیز نہیں provide نہیں کر سکتے۔ تو اگر تھوڑا amount اس طرح رکھے جاتے کہ موبائل میڈیکل سنٹر لے لیے جائیں۔ ایسے ایسبولینس لے لیں جائیں جس میں تمام چیزیں

provide کجا نہیں۔ اور لوگوں کو جو دور ہیں ہر facilities پر۔ اُنکو اُنکے doorstep پر پہنچایا جاسکے۔ تو یہ ایک بہت اچھا کام ہوگا۔ اسی طرح فیڈرل پروگرام جو ہے ہیلتھ کے۔ جن میں E.P.I کا ہے۔ میسر یا کنٹرول پروگرام ہے۔ وہ بھی ہمارے مطابق اپنے basic جو اُنکے ٹارگٹ تھے وہ Achieve نہیں کر پار ہے ہیں۔ اور اُس میں میرٹ نہ ہونے کی وجہ سے ہم ابھی تک فیل ہیں۔ سب سے اہم سیکٹر P.H.E۔ اور واٹر جس کو میں combine کر رہی ہوں۔ کیونکہ ٹائم نہیں ہے۔ اس کا ٹوٹل بجٹ ہے 26%۔ نواب ایاز جو گیزٹی بڑی کھری باتیں کرتے ہیں۔ لیکن ایک کھری بات ان کیلئے یہ کہ اُنکے ڈھائی سال میں interior city کے اندر بیٹھے ہوئے۔ میں کوئٹہ سٹی کے اندر بیٹھی ہوئی ہوں۔ ڈھائی سال میں پانی کی بوند at least اُس لائن میں نہیں آئی جہاں میں رہتی ہوں۔ یہ اُن کے لیے میری طرف سے کھری بات ہے۔ اُنکو میں نے بارہا اس فلور پر یہ کہا۔ تو انہوں نے مجھے کیا چیز convince کرنے کی کوشش کی کہ واٹر ٹریبل یہاں چلا گیا۔ یہ ہو گیا۔ یوں ہو گیا۔ فلاں ہو گیا۔ میں نے صرف ایک چیز اُس سے پوچھتی ہوں کہ آپ کی سب باتیں سو فیصد۔ آپ کی جتنی اس کے اوپر رپورٹ ہے ہم سب اس کو ماننے کو تیار ہے۔ ٹینکر مافیا پانی کہاں سے لیکر آتا ہے؟ آج میں بارہ سو۔ پندرہ سو میں ٹینکر منگواتی ہوں۔ کیا وہ آپ کے کوئٹہ سٹی سے نہیں آ رہا۔ اُس کیلئے واٹر ٹریبل کیوں ریز ہو جاتا ہے؟۔ تو یہاں بنیادی ضرورت پانی۔ اُس کیلئے صرف یہ باتیں کر دینا۔ پھر greater water project کے نام سے distribution ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ پٹ فیڈر کینال کے نام سے سب سے بڑی جو چیز ہے کہ feasibility report۔ جس طرح سب نے اس پر insist کیا کہ feasibility report بننے میں ٹائم لگے گا۔ دس ارب روپیہ آپ کا لپس ہو جائیگا۔ تو خدا اُس کو کسی ایسے مصرف میں لے آئیں گے وہ لوگوں کے کام آجائیں۔ beautificaton of quetta۔ نواب صاحب کا نعرہ تھا کہ ہمیں بلوچستان تو صحیح کرنا ہی ہے۔ ہم سب کوئٹہ کے باسی ہے۔ اور یہ ہمارا capital ہے۔ اس کو ہم ایک ideal city بنانا ہے۔ بہت اچھی بات۔ لگ گئی وہ اسٹریٹ لائٹس کے اوپر۔ اور اپنی capacity میں شاید میٹرو پولیٹن کچرا اٹھانے کی کوشش بھی کر لیں۔ لیکن نواب صاحب! آپ سے عرض یہ ہے کہ آنے والے دنوں میں بھی اور اب بھی جو سب سے بڑا problem ہم کوئٹہ سٹی میں face کر رہے ہیں وہ ہے ٹریفک کا۔ ٹریفک سگنلز کوئٹہ میں نہ ہونا یقیناً ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ تو جہاں آپ بیوٹی فکیشن کی طرف توجہ دے رہے ہیں تو میری ایک آپ سے التماس ہے کہ آپ ٹریفک سگنلز کی طرف جو ہے سب سے پہلے کام شروع کروائیں۔ ہر جگہ ٹریفک بلاکج آپ نے دیکھا ہوگا۔ وہاں پر پتے سفر کر رہے ہیں۔ مریض سفر کر رہے ہیں۔ چار، پانچ روڈز ہیں جو ہم سنبھال

نہیں سکتے ہے تو اس کی طرف kindly ضرور توجہ دی جائے گا۔

میڈم اسپیکر:- شاہدہ صاحبہ! آپ پلیز پندرہ منٹ ہو گئے آپ کو۔ جی پلیز windup کریں محترمہ شاہدہ رؤف:- میں صرف دو، چار باتیں اور کروں گی۔ ڈریٹج اینڈ سیورٹج سسٹم۔ جس کے اوپر ابوں لگائے گئے۔ اور رزلٹ کیا ہے کہ آج تک فنکشنل نہیں ہو سکا۔ چیف سیکرٹری صاحب تشریف لے آئے۔ اگر وہ اس میں ذاتی انٹریسٹ لے لیں۔ اور ذمہ داروں کا تعین کر لیں تو کہ آخر یہ پیسہ لگا۔ اور پھر ہم اس سسٹم کو فنکشنل نہیں کر سکیں۔ تو اس میں کون کون لوگ ملوث ہیں۔ انکو ناموں کو آنا چاہیے اس اسمبلی میں ہم سب کے سامنے۔ میں اس کی طرف نہیں جاؤں گی suggestions ہیں میری زیادہ اگر آپ مجھے پانچ منٹ دے دیں۔

میڈم اسپیکر:- پانچ منٹ نہیں۔ بس دو منٹ میں conclude کریں۔ آپ کافی پہلے بھی ٹائم لے چکی۔

محترمہ شاہدہ رؤف:- جی۔ اس میں یہ ہوتا ہے کہ ایک اہم چیز جس کی طرف نشاندہی کرونگی۔ اور باقی لوگوں سے میں نے فی الحال نہیں سنا ہے وہ۔ composite schedule of rate 1998۔ ہمارے پاس ابھی تک یہی چل رہا ہے کہ ہم جب بھی تجاویز overall دے دیتے ہیں۔ تو انکو جو implement کرایا جاتا ہے اس کیلئے جو ریٹ ہے وہ 1998ء کے چل رہے ہیں۔ ہم نے آج تک اس کو revise نہیں کیا ہے۔ تو جب تک ہم اس کو revise نہیں کریں گے۔ ہم کوالٹی آف ورک جو ہے نہیں لے سکتے ہیں۔ اسی طرح PSDP میں جو نان شیڈول آئیٹمز رکھے گئے ہیں۔ نواب صاحب! اس میں میں آپ کی توجہ چاہوں گی کہ جو نان شیڈول آئیٹمز رکھے گئے ہیں۔ ٹھیک ہے؟ اس میں آپ دیکھ لیں کہ کرپشن کے سب سے زیادہ chances ہوتے ہیں۔ اور یہاں پر المیہ یہ ہے کہ کوئٹہ سٹی کے لیے بھی یہ رکھا گیا ہے۔ تو یہاں پر ان چیزوں کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے۔ نان ڈیولپمنٹ بجٹ سب نے ذکر کیا 2 سو ارب۔ جس میں ایک نہیں کئی خزانہ لیکس جو ہے پھر چلے جائیں گے آپ کے۔ خسارے کے بجٹ کو فلاحی بجٹ نہیں کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ آپ کا کرنٹ اکاؤنٹ جو ہے وہ deficit میں جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت کو ایک اور چیز جس کی طرف توجہ دینی ہوگی۔ وہ ہے کلیکشن آف ریونیو۔ لوگوں کا زیادہ سے زیادہ۔ اس صاحب حیثیت لوگوں کو اس نیٹ ورک میں جو ہے وہ لیکر آنا ہوگا۔ اسی طرح پی اینڈ ڈی میں cell implementations بنا چاہیے۔ ہوتا یہ ہے کہ

ابھی بجٹ آیا۔ آپ کو release کب ہو رہے ہونگے۔ جب اگلا بجٹ آنے والا ہوگا۔ اُس سے دو مہینے پہلے۔ سب سے زیادہ کرپشن اُس ایک کام کی وجہ سے اور اُس دو مہینوں میں ہوتی ہیں۔ اگر آپ کے پی اینڈ ڈی ڈی پارٹمنٹ میں implementation cell بیٹھا ہے۔ وہ یہ observe کر رہا ہے کہ کونسی چیزیں، کونسی اسکیمات جو ہے وہ implementation کی طرف جارہی ہے۔ اور کونسی نہیں جارہی ہے۔ وجہ کیا ہے۔ تو آپ کو at this for ساری چیزیں کلیئر ہو جائیں گیں۔ وہ بلیک اینڈ وائٹ میں ہر چیز آجائے گی۔ law and order کی طرف کہا گیا کہ کثیر رقم جو ہے دی گئی ہے۔ یقیناً اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ حالات کا تقاضا ہے۔ اور ہونا چاہیے۔ لیکن اتنی کثیر رقم دینے کے بعد اُن سے out put لینا یہ بھی ہمارے فرائض میں آتا ہے۔ اور اُنکی کوالٹی کو increase کرنا اور پھر اسکا یہ ہوگا کہ جو باقی باہر کے فورسز ہیں۔ چاہے ایف سی ہے۔ چاہے دوسری ہے۔ اُس کے اوپر ہمیں انحصار کم کرنا پڑے گا۔ اچھا ایک جس پر لوگوں نے بھی فوکس کیا ہوتا ہے۔

میڈم اسپیکر:- پلیز آپ کا لاسٹ ٹائم ہو گیا ہے۔

قائد ایوان:- please میڈم بولنے دیں انکو۔

میڈم اسپیکر:- Sir۔ ابھی لمبی آگے بہت detail ہے۔ جی۔

محترمہ شاہدہ رؤف:- بس دو لائنیں۔ نواب صاحب! I am sorry۔ میں آپکی شان میں قصیدے تو نہیں پڑھ سکتی ہوں اُنکی طرح۔ لیکن بات یہ ہے کہ میرے خیال میں میں out of way جا کر بھی کوئی بات نہیں کر رہی ہوں۔ میں بڑی specifically to the point بات اس لیے کر رہی ہوں۔

میڈم اسپیکر:- ہر ممبر کو ایک ٹائم دیا ہے۔ پھر بعد میں وہ اعتراض کرتے تھے۔

محترمہ شاہدہ رؤف:- ہم نے ریاست کو صرف ملازمتیں دینے کی مشنری سمجھا ہوا ہے۔ ایک حقیقت ہے کہ ریاست اتنی بڑی تعداد میں ہے۔ بیشک ریاست کے فرائض میں شامل ہیں روزگار دینا۔ لیکن اتنی بڑی تعداد میں روزگار مہیا نہیں کیا جاسکتا۔ تو اُس کیلئے حکومتوں کو چاہیے کیا؟ کہ وہ اپنی productive sector کی طرف توجہ دیں۔ اب productive sector میں کیا چیزیں آجاتی ہیں۔ زراعت کی upgradation ہونی چاہیے۔ کیونکہ جو علاقے آپکے جہاں پانی available ہے۔ وہاں پر آپ لوگوں کو اُس طرف engage کریں۔ لائیو اسٹاک ہمارے صوبے کی سب سے بڑی وہ ہے اُس طرف لوگوں کو engage

کریں۔ اسی طرح micro level کی activities کو بڑھانا چاہیے۔ آخر میں ایک اور چیز جو ہے وزیر اعلیٰ صاحب کی انسپکشن ٹیم کا متحرک ہونا بہت ضروری ہے اس وقت صوبے کے مفاد میں۔ اسکیمات کی بروقت تکمیل۔ اُنکی عدم تکمیل۔ اُنکی وجوہات۔ یہ سب آپکے انسپکشن ٹیم کو کرنی ہوگی۔ جو ہمارے لیے، اس صوبے کیلئے اس وقت بہت اہم ضرورت ہے۔ غیر ترقیاتی عمل۔ اپنا غیر ترقیاتی بجٹ اُس کی حوصلہ شکنی کرنی ہوگی۔ اور آخر میں میں اُمید کرونگی کہ اللہ کرے کہ یہ بجٹ جو ہے وہ ہمارے لیے اچھا ہو۔ ایک دفعہ پھر کہ خواتین کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا آپ نوٹس لیں۔ Thank you۔

میڈم اسپیکر:۔ Thank you۔ آغا لیاقت صاحب۔

آغا سید لیاقت علی:۔ شکر یہ میڈم اسپیکر۔ بجٹ 2016-17 جو اس اسمبلی میں پیش ہوئی ہے اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہوں گا۔ میڈم اسپیکر! آج میں میری پارٹی اور ہم سب جو ادھر بیٹھے ہوئے ہیں یہ ہماری اُن اکابرین کی قربانیوں کا ثمر ہے جو خان عبدالصمد خان شہید نے pre-partition سے پہلے پارٹیشن کے بعد ایک one-man one-vote کے سلسلے میں دی۔ اُن کے ساتھی اس تحریک میں جناب باچا خان صاحب، جناب نموت بخش بزنجو صاحب اُنکی بدولت ہم آج بیٹھے ہیں اور ہم one-man one-vote کے ذریعے سے اس اسمبلی میں منتخب ہو کر کے آئے ہیں۔ میڈم اسپیکر! میں اُنکو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اُنہوں نے اس بلوچ پشتون قوم کے لئے جو قربانیاں دی ہیں آج وہ رنگ لے آئی ہیں۔ اور آج اٹھارویں ترمیم کی وجہ سے ہم اس صوبے کی ایک فعال بجٹ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ میڈم اسپیکر! میں نواب ثناء اللہ خان زہری صاحب کو یہ خراج تحسین پیش کروں گا کہ اُنہوں نے bold ہو کر کے کچھ ایسے اقدامات اٹھائے ہیں اس صوبے کے لئے جو کہ شاید کوئی دوسرا نہیں اٹھا سکتا تھا۔ مثلاً یہاں پر اس بجٹ میں یوتھ ڈویلپمنٹ پروگرامز ہیں۔ جو کہ ایک نہایت ہی مفید پروگرام ہے۔ یوتھ ڈویلپمنٹ ہمیں اس صوبے میں بالکل چاہئے۔ ہمیں اپنے اس یوتھ کو ٹرینڈ کرنا چاہئے اُنکے لئے جو رقم رکھی گئی ہے اُس کو صحیح طور پر خرچ کرنی چاہئے۔ پھر اس سلسلے میں مادام اسپیکر! لیپ ٹاپ جو جس کے لئے رقم رکھی گئی ہے یہ بھی ایک قابل تحسین بات ہے۔ لیپ ٹاپ تعلیم یافتہ بنانے کے لئے بہت ضروری ہے۔ میرے علاقے کے کچھ طلباء میرے پاس آئے اُنہوں نے یہ کہا کہ ہمارا سر شرم ہر وقت جھکا رہتا تھا اور پنجاب اور دوسرے صوبوں میں دیئے جا رہے تھے۔ اب ہمیں مہیا کیئے جا رہے ہیں اور

مزید مہیا کیئے جائیں گے۔ میری چیف منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ اس میں نہایت ہی شفافیت برتی جائے۔ مادام اسپیکر! اس سلسلے میں mass-transit train اس سلسلے میں busses جو اس شہر کے لئے کیئے گئے ہیں یا اس کے لئے رقم رکھی گئی ہیں یہ قابل تحسین بات ہے۔ ہم جب دوسرے صوبوں میں جاتے تھے تو ہمیں یہ تاثر دیا جاتا تھا کہ ہم بہت زیادہ backward ہیں۔ لیکن آج اس بجٹ میں جو mass-transit train یا busses رکھی گئی ہیں یہ ایک بڑی خوش اسلوبی اور نہایت ہی اچھا اقدام ہے۔ کم سے کم ہم اس شہر کو ایک ترقی یافتہ شہر کے زمرے میں شمار کر سکیں گے۔ میڈم اسپیکر! اسی سلسلے میں جو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز کو خوبصورت یا ڈویلپڈ بنانے کے لئے جو فنڈز رکھے گئے ہیں اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز کے لئے جو فنڈز رکھے گئے ہیں یہ بھی بہت اچھی بات ہے۔ مادام اسپیکر! اب میں کچھ ایسے باتوں کی طرف آؤں گا جس پر نواب صاحب کو خصوصی دھیان دینا ہوگا۔ اول کہ یوتھ ڈویلپمنٹ پروگرام جس کے لئے یہ پیسے رکھے گئے ہیں یہ purely جو ہے الیکٹڈ ممبروں کے ذریعے اور ڈسٹرکٹ جو ڈسٹرکٹ کے ڈی سی صاحبان ہیں یا ڈسٹرکٹ مینجمنٹ ہیں purely اُنکے ذریعے تقسیم ہونی چاہئے۔ اسمیں کسی ایجنسی کا ہاتھ نہیں ہو اور نہ ہی ایجنسی کا نمائندہ اس میں شریک ہو۔ اسی طرح ڈسٹرکٹ جو بیس کروڑ روپے ہر ڈسٹرکٹ یا شہر کو دی گئی ہے پاک صاف اور خوبصورت بنانے کے لئے دی گئی ہیں اس میں بھی purely elected Members اُن کو خرچ کریں۔ یوتھ ڈویلپمنٹ کے لئے یہ میری تجویز ہے کہ یوتھ ڈویلپمنٹ پروگرام کو ہمیں الیکٹڈ ممبرز اور ڈسٹرکٹ ڈی سی اور وہ جو آفیسرز ہیں اُنکے ذریعے یہ خرچ کرنی چاہئے۔ مجھے یہ خدشہ ہے کہ یہ اس میں کچھ ایجنسیاں جو ہیں وہ involvements چاہتی ہیں وہ نہیں ہونی چاہئے۔ جناب چیف منسٹر صاحب! بجٹ بننے سے پہلے کوئٹہ شہر میں یہ عام پروپگنڈہ تھا کہ یہاں اسمیں کچھ اور لوگ بجٹ میں involved ہو رہے ہیں اور شاید۔ جو سیمینار وہاں پر منعقد ہوا اُس نے اس شہر کو اور بھی ہوادی لیکن میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ نے purely budget elected Members سے بنایا اور اس اسمبلی کے سامنے پیش کیا۔۔۔ (ڈیک بجانے گئے)۔ آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اسی طرح میں یہ ڈویلپمنٹ فنڈ اور ڈسٹرکٹ جو بیس کروڑ روپے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز کے لئے رکھے ہیں اور جو پانچ کروڑ روپے آپ نے ہیلتھ کے لئے رکھے ہیں اور جو ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز کے لئے ایک ارب، یا اسی کروڑ روپے رکھے ہیں۔ ایک ارب رکھے ہیں وہ بھی purely ان الیکٹڈ ممبروں سے جتنے بھی ممبرز ہیں اُنکے ذریعے خرچ ہونی چاہئے۔ اُنکی اسکیمات کو تمام جو گورنمنٹ کے وہاں پر A.C's اور D.C's جو ہیں اُنکی مشاورت سے

وہ خرچ ہونی چاہئے اس میں کسی بھی ایجنسی کو involve نہیں ہونی چاہئے۔ عوام نمائندوں کو اسمیں شمولیت ملنی چاہئے۔ جناب چیف منسٹر صاحب! میری اس سلسلے میں کچھ اور بھی تجاویز ہیں میں بڑے افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ نے investment board قائم کی ہے لیکن اُس انویسٹمنٹ بورڈ کا آپ نے چیف مقرر کر دیئے ہیں لیکن انویسٹمنٹ بورڈ کو قائم نہیں کیا ہے۔ اُس انویسٹمنٹ بورڈ میں الیکٹڈ ممبرز اور experts ہونی چاہئے جو یہاں پر یا اس صوبے میں انویسٹمنٹ لا سکیں۔ تو اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ انویسٹمنٹ بورڈ کو فعال کیا جائے اور اُس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن کیا جائے اور اسمیں ممبرز لینے جائیں۔ پھر اسی طرح ریونیو اتھارٹی جو ہے یہاں پر بنائی گئی ہے ریونیو اتھارٹی نے جو کام کیا ہے میں اُس میں نہیں جانا چاہتا ہوں مجھے گذشت دنوں سیکرٹری صاحب تشریف رکھتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم نے بڑا اچھا کام کیا ہے دو ارب روپے تین مہینوں میں اکٹھے کیئے ہیں۔ یہ اچھا کام نہیں ہے۔ یہ وہ پیسے ہیں جو already ڈیپارٹمنٹس یا ادارے جو ہیں وہ پبلک سے کاٹتے ہیں اور وہ پیسے آپ نے collect کیئے ہیں یہ کوئی وہ نہیں ہے۔ یہ جو ریونیو اتھارٹی ہے اُس کا کام یہ ہے کہ وہ نئے سیکٹرز پیدا کریں وہ نئے ایسے سیکٹرز جن پر ٹیکس لگائے جاسکیں جس پر آپ کو کم از کم اُن افراد جیسے مثلاً ڈاکٹرز ہیں جیسے مثلاً حج ٹور آپریٹرز ہیں جیسے مثلاً وکلاء ہیں اور جیسے باقی لوگ ہیں انکے اوپر تعین کریں اور ان کے سرومز پر سیلز ٹیکس عائد کریں۔ پراونشل جو کہ اٹھارویں ترمیم کے تحت ہمیں تفویض ہوا ہے اور ہم اس سے ریونیو جنریٹ کریں اور اس ریونیو اتھارٹی نے آج تک جب کے اُن ٹیکسز کو ٹیکس نہیں کیا ہے جو اُن لوگ سندھ میں جمع کر رہے ہیں جو سندھ کے حساب میں جارہے ہیں جو ہمارے اربوں روپوں کا جو کریڈٹ بنتا ہے جو اُنکے طرف ہیں۔ پھر اس ریونیو اتھارٹی نے آج تک جب کا جو پیسہ ہمارا جب ڈیم کا جو پیسہ ہمارے سندھ گورنمنٹ کی طرف ہیں اُن کے متعلق بھی کوئی اقدامات نہیں اٹھائے ہیں تو میری یہ استدعا ہے کہ جو یہ ریونیو اتھارٹی میں جو بنائی گئی ہیں اس میں experts لئے جائیں جو انکو صحیح مشورہ دے سکیں کہ کس کس چیز پر کس کس چیزوں پر ٹیکس عائد ہوتی ہیں اور سیلز ٹیکس لگائے جائیں۔ تو میں نے یہ سنا ہے کہ ریونیو اتھارٹی کو بھی آپ فعال کریں اسکی ممبرشپ پر آپ غور کریں اور اسمیں experts لینے جائیں۔ پھر جناب چیف منسٹر صاحب اس وقت یہاں پر نواب صاحب نے بھی کہا اور میرے باقی ایک دو دوستوں نے بھی کہا کہ اس صوبے کی جو سب سے بڑی بد قسمتی ہے وہ یہ ہے کہ جو بھی ہمیں کوئی انڈیکیشن دیتا ہے ہم اُسکے پیچھے جاتے ہیں۔ مثلاً ہمیں کہا گیا کہ عیساک سے سارے کام کرواؤ۔ اب نیسپناک کی کیا مہربانی ہے اس صوبے میں آ کر ڈیم کو آپ لے

لیں، کہ آکڑا ڈیم کو کہاں تک نیسپاک نے پہنچایا ہے کرپشن کس حد تک اُس میں لے گئے ہیں۔ پھر اس کے بعد ہالینڈ کا جو گریٹر واٹر سپلائی اسکیم تھا اُس کو کہاں تک نیسپاک نے پہنچایا ہے۔ جو ڈرنیج سسٹم تھا اس شہر میں اُس کو نیسپاک نے کدھر پہنچایا ہے؟۔ آج تک نیسپاک نے ایک لائن کو دوسرے لائن سے connect نہیں کر سکی ہے۔ تمام لائن جو ڈرنیج سسٹم کے بنے ہیں وہ سارے ایسے ادھورے پڑ ہوئے ہیں اور غضب یہ ہے کہ اب وہ اسٹرین جو انہوں نے وہ ڈرنیج سسٹم کے نالیوں میں رکھے ہیں وہ بھی ٹوٹنے لگے ہیں اور سارے اور سارے لاریاں اور گاڑیاں موٹر اور جو کچھ بھی ہے وہ اسمیں روز بروز آپ اخباروں میں دیکھتے ہیں جو نزلہ میٹر پولیٹین پر پھر گرتا ہے کہ یہ میٹر پولیٹین کا کام ہے۔ لیکن یہ سارے کام نیسپاک کے ہیں۔ اور میری آپ سے استدعا ہے کہ اگر آپ یہ جو عظیم کام کر رہے ہیں کوئٹہ کو چیف منسٹر واٹر سپلائی اسکیم جو آپ بنا رہے ہیں۔ وہاں سے لارہے ہیں تو یہ بجائے نیسپاک کو ڈائریکٹ دینے کے آپ اس کو ٹینڈر کریں اور اپن ٹینڈر جو بھی اچھی کمپنی آپ کے پاس آئیں اُس اچھی کمپنی کو آپ یہ دے دیں۔ یہ لازمی نہیں ہے کیونکہ نیسپاک کے جو سابقہ ریکارڈ ہیں وہ اس صوبہ میں بہت ہی زیادہ خراب ریکارڈ ہے۔ تو میری یہ استدعا ہے کہ نیسپاک کی بجائے آپ اسکو ٹینڈر کریں اور اس کو ٹینڈر کے ذریعے کسی اچھی کمپنی کو دے دیں۔ پھر جناب چیف منسٹر صاحب سی پیک کا معاملہ ہے۔ سی پیک میں ہم کہتے ہیں کہ واقعی جو کچھ میرے دوست زمر خان اچکزئی نے نواب صاحب نے یا جن جن لوگوں نے کہا مغربی روٹ پر تو کام نہیں ہو رہا ہے لیکن میں اس کے ایک اور aspects پر بات کروں گا وہ یہ کہ انہوں نے industrial zones بنانے ہیں۔ محترم چیف منسٹر صاحب آپ دیکھ لیں کہ اُس zone کا ہم کیا کریں گے۔ آج تک تو ہم بوستان زون کو کامیاب نہیں کرا سکے۔ 25 سال سے بوستان زون کے لیے زمین لی گئی ہیں۔ 25 سال سے بوستان زون یہ جو ہے بلوچستان انڈسٹریل زون اس کا باقاعدہ پیسے خرچ ہو رہے ہیں روڈز بنے ہیں لیکن ایک بھی فیکٹری آج تک اس میں نہیں لگ سکی۔ الیکٹرک سٹی سپلائی نہیں ہوئی ہے، پانی نہیں ہے 25 سالوں سے۔ تو میری یہ استدعا ہے ہم روٹو رہے ہیں چائنا اُس کے لیے، ہم رو رہے ہیں کہ پنجاب نے اور orange train لے لیا ہے۔ لیکن وہ quality تو اُن میں یہ ہے انہوں نے تو different zones بنالے ہیں۔ ہم اپنے مشرقی بائی پاس انڈسٹریل زون اور بوستان انڈسٹریل زون کو ابھی تک فعال نہیں کرا سکے۔ تو میری اس سلسلے میں یہ استدعا ہے کہ جو سی پیک کے ساتھ ہمارے منصوبے کے ساتھ انڈسٹریل زون نے بنا ہے۔ اُس کے ساتھ ساتھ بوستان اور مشرقی بائی پاس انڈسٹریل زون کو فوراً فعال کیا جائے اور اس پر خصوصی توجہ دیں جائے تاکہ یہ انڈسٹری فعال ہو سکے۔ میرے آپ سے استدعا ہے کہ یہاں پر ایک دفعہ پھر میں

یہ کہوں گا کہ یہ بڑی خوشی کی بات تھی کہ کل آپ نے کویت کے ساتھ ایک MoU sign کیا اور یہاں پر بجلی توانائی کے شعبے میں کوئی 500 میگا واٹ اور 50,50 میگا واٹ کے وہ لگا رہے ہیں۔ تو یہ پہلا قدم ہے اس سے پہلے میں نے اور ڈاکٹر مالک صاحب نے شاید ہالینڈ والوں کے ساتھ بھی کوشش کی تھی وہ روک گیا تو وہ نہیں ہوا۔ اب آپ سے یہ آپ کی بڑی وہ نوازش ہوگی اور اس صوبے پر کرم بھی ہوگا کہ آپ نے یہ کوشش کی کویت کے ساتھ شروع کر دیا۔ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ اور یہ شمسی توانائی سولر جو ہے یہ ہمارے صوبے میں 100% کامیاب ہے۔ جناب چیف منسٹر صاحب! چیف سیکریٹری صاحب کا آج میں paper میں پڑھ رہا تھا انہوں نے کہا کہ کوئی 500 ارب روپے انہوں نے سولر سسٹم کے لیے رکھے ہیں جو یہ اُس کو دیں گے۔ 500 یا 50 ارب میں معافی چاہتا ہوں۔ اُس میں جنگ اخبار میں آیا تھا کہ وہ یہ پیسے سولر سسٹم کو یہ جتنے ہمارے ٹیوب ویلز ہیں اس کو convert کرنے کے لیے سولر پر رکھے گئے ہیں۔ تو میری اس میں ایک استدعا ہے کہ اگر ہمارا investment board صحیح فعال ہوتا تو پنجاب میں ایک سسٹم انہوں نے شروع کیا ہے کہ ایک بینک کے ساتھ انہوں نے معاہدہ کیا ہے کہ جتنے بھی گاؤں ہے ہر گھر کو وہ سولر فراہم کرتے ہیں 25 ہزار روپے میں payment bank کرتا ہے۔ اور وہ بینک جتنا بھی اپنا منافع ہو اُس 25 ہزار میں اُس کو شامل ہے۔ وہ سولر دیتا ہے اور پھر قسطوں میں وہ return میں لیتا ہے۔ تو ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس وقت آپ چیف سیکریٹری صاحب اور سارا صوبہ اور اس سے پہلے ڈاکٹر مالک صاحب کی بھی یہ کوشش تھی کہ ہم اپنے اس electricity کو بچائیں اور اپنے جتنے بھی ٹیوب ویلز ہے اس کو سولر پر convert کریں۔ تو میری آپ سے استدعا ہے کہ اس پر ایک کمیٹی بنائی جائے جو کسی بینک سے بیٹھ کر کے اُن کے ساتھ یہ بات کی جائے کیونکہ اس کی گارنٹی گورنمنٹ آف بلوچستان با آسانی لے سکتی ہے۔ اگر آپ کے پاس 14 ارب روپے آپ سالانہ سبسڈی میں دیتے ہیں۔ صرف ٹیوب ویلز کے بجلی کے لیے تو وہ guaranty یہ ہونا چاہیے کہ وہ بینک کو ہم یہ کہیں کہ آپ ہمارے اتنے percent کنوئیں یہ آپ شمسی توانائی پر لے آئیں۔ ہم آپ کو payment جو ہے اس 14 کروڑ روپے میں سے کریں گے۔ اس میں دو فائدے ہونگے ایک تو ہمارا کنواں جو ہے وہ شمسی توانائی پر آجایگا۔ second اُس کنوئیں کا جو بجلی ہے وہ ہمیں سرپلس ملے گا۔ وہ ہم دوسری جگہ consume کر سکتے ہیں۔ انڈسٹری میں بھی لگا سکتے ہیں اور household میں بھی اُس کو استعمال کر سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر:- آغا صاحب! windup کریں please۔

آغا سید لیاقت علی خان:- شکر یہ میں آخر میں پھر آپ سے ایک دفعہ گزارش یہ ہے کہ پشین میں میں نے زیارتوال صاحب کو بھی کہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کو بھی کہا تھا۔ پشین کی آبادی اس وقت میرے خیال میں ایک دو districts کے سوا تیسری بڑی آبادی ہے۔ اس کے تین MPA ہے۔ اور پشین سب سے زیادہ populated area ہے۔ لیکن بد قسمتی کیا ہے کہ ہمارے سارے جتنے بھی بلوچستان کے کیڈٹ کالج ہے یا کیڈٹ اسکولز ہیں اُس میں دو یا تین سیٹ ہیں اور ٹوٹل پشین کے کے جوڑ کے ہیں وہ تقریباً 24 یا 25 لڑکے کیڈٹ کالجوں میں پڑھ رہے ہیں۔ تو میں نے گورنر بلوچستان سے اور چیف منسٹر ڈاکٹر مالک صاحب پھر آپ سے بھی گزارش کی تھی کہ گورنر بلوچستان نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ اگر اس کو آپ PSDP پر لائیں۔ میں نے محترم جناب زیارتوال صاحب سے بھی کہا تھا کہ اسکو PSDP پر لے آئیں لیکن وہ نہیں لایا۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ سیکرٹری ایجوکیشن تو اس وقت تشریف نہیں رکھتے ہیں اُن کو بھی میں نے کہا کہ آپ کم سے کم اس کو PSDP میں لے آئیں تو گورنر بلوچستان جو ہے اس کے لیے تیار ہنٹا کہہ لیں payment cell residential school میں ہم ایک بنا چاہتے ہیں جو کہ کم سے کم پشین کے آبادی کو ادھر لے آئے۔ جناب چیف منسٹر صاحب اس وقت ایف سی کالج لاہور میں 35 لڑکے پشین کے پڑھتے ہیں۔ اس وقت ایچ ای سن کالج لاہور میں 15 لڑکے پشین کے پڑھتے ہیں۔ اس وقت مختلف کیڈٹ کالجوں میں بہاولپور جتنے بھی ہیں اُس میں 167 لڑکے جو ہیں وہ پشین کے پڑھتے ہیں۔ تو آپ اندازہ لگائیں کہ اس آبادی سے جو لوگ afford کر سکتے ہیں وہ چلے جاتے ہیں اور جو لوگ نہیں کر سکتے ہیں وہ بیچارے ادھری رہ جاتے ہیں۔

میڈم اسپیکر:- آغا صاحب wind up کریں please۔

آغا سید لیاقت علی خان:- میری یہ گزارش ہے کہ جناب آپ اس کو P&D میں کم سے کم line پر لے آئیں ایک کروڑ روپے میں اُس 25 کروڑ سے دے دوں گا اگر زیارتوال صاحب نہیں لاسکتے ہیں۔ جو آپ لوگوں نے ہر MPA کو دیے ہیں۔ بڑی مہربانی۔

میڈم اسپیکر:- ok thank you۔ منظور کا کڑ صاحب Floor is with you۔

منظور احمد خان کا کڑ:- Thank you Madam Speaker۔ کوشش کرتا ہوں کہ

short کر لوں وہی 5 یا 6 منٹ میں windup کر لوں۔

میڈم اسپیکر:- نہیں You have ten minutes۔

منظور احمد خان کا کڑ:۔ بجٹ 2016-17ء جو کہ پیش ہوا۔ بجٹ 17-2016ء متوازن بجٹ

صوبے کے حوالے سے ہے۔ عوام کے حوالے سے۔ departments کے حوالے سے۔ سب sides میں cover کیے گئے ہیں۔ اس بجٹ میں میں سیکریٹری پی اینڈ ڈی ڈی پارٹمنٹ، سیکریٹری فنانس، فنانس ڈیپارٹمنٹ، چیف سیکریٹری صاحب، کورمیٹی، وزیر اعلیٰ بلوچستان نواب ثناء اللہ خان زہری صاحب، کو ایلیشن گورنمنٹ کو تمام بیورو کریسی کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دیتا ہوں۔ میڈم اسپیکر! بجٹ پر تمام دوستوں نے معزز اراکین نے تفصیلاً بحث کی۔ میڈم اسپیکر! ملک حاصل کرنے کے لیے بہت سی قربانیاں دی گئیں اُس کے بعد ملک وجود میں آیا۔ پھر فیڈریشن کے حوالے سے اکائیاں۔ پھر اسی طرح صوبے کو بلوچ صوبہ اس کے جو اکابرین تھے اُن کی قربانیوں کے بعد ہم یہاں اس ایوان تک پہنچے ہیں اور یہ ایوان وجود میں آیا ہے۔ میڈم اسپیکر! اگر ہم اُن قربانیوں کی بات نہ کریں تو میرے خیال سے ہمارے اکابرین کے ساتھ ہم بہت بڑی زیادتی کریں گے۔ چاہے وہ بلوچ لیڈر تھے چاہے، وہ پشتون لیڈر تھے چاہے اور لیڈر تھے یا اکابرین تھے، میڈم اسپیکر! اُن کی جیلیں اُن کی تکلیفات، کو ہم کو ضرور بحث کرنی چاہیے دیکھنا چاہیے کہ ہم کس stage پر کھڑے ہیں اور کس طرف جارہے ہیں۔ میڈم اسپیکر! میں start لوں گا بجٹ کے حوالے سے تفصیلاً بات ہوئی کہ 290 ارب روپے کا بجٹ development اتنا development اتنا nodevelopment پھر ہم نے بہت سی چیزیں ہم نے discuss کی ہے۔ این ایف سی ایوارڈ ہم نے discuss کیا۔ این ایف سی ایوارڈ کے ساتھ ساتھ ہم نے سی پیک discuss کیا باقی جتنی چیزیں ہیں۔ حقیقتاً اگر ملک کی ترقی ہے تو وہ اس صوبے سے ہیں۔ یہ تمام دُنیا accept بھی کر رہی ہیں اور فیڈرل بھی اس بات پر بحث ہو رہا ہے سب کے سامنے ہے میڈم اسپیکر۔ سی پیک کے حوالے سے اگر ہم اخبار میں یہ بیان دے دیں کہ سب کچھ ٹھیک چل رہا ہے میرے خیال سے یہ ٹھیک نہیں ہے۔ آج جتنے بھی ہمارے پارٹیاں ہیں اس پارلیمنٹ کے نیچے بیٹھی ہوئی ہیں سب کے تحفظات یہی ہیں کہ سی پیک جو ہے صرف اخباروں کی حد تک اُس پر بات ہو رہی ہیں یا صرف اخباروں کی حد تک اُس پر discuss ہو رہی ہیں۔ اگر گوادری کی بات کی جائے اقتصادی راہداری کی بات کی جائے اب اگر ہم یہ سارا scenario لے لیں اختر منصور ایران سے travel کر کے آرہا ہے اور سب کو پتہ ہے کہ اُس کے تعلقات ایران کیا تھے کیا نہیں تھے سب کچھ سب دنیا کو پتہ ہے لیکن اُس کو ہٹ کیا جاتا ہے بلوچستان کے ایریا میں اس کی ایک وجہ ہے۔ جیسے یہاں پر دوستوں نے بات کی کہ سی پیک اتنی آسانی سے نہیں بننے دیا جائیگا اس پر ہم نے غور کرنا ہوگا اور سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا ہوگا میڈم اسپیکر۔ یہ نہیں کہ یہاں پر آ کے ہم اپنی تقریریں کریں یہاں سے نکلیں اور اُس کے بعد ہم اُس

کے بارے میں کچھ بھی نہ سوچیں۔ تو یہ حالات جیسے نواب صاحب نے نشان دہی کی اور دوستوں نے کی خرابی کی طرف جائیں گے میڈم اسپیکر۔ سی پیک کے حوالے سے اگر ہم دیکھیں، ہم تو تعلقات بڑھانا چاہتے ہیں لیکن وہ کبھی بھی ہمارے ساتھ تعلقات نہیں بڑھائیں گے اس لیے نہیں بڑھائیں گے کہ جس دن سی پیک بن گیا پاکستان اپنی ترقی کے راہ پر گامزن ہوگا اور صوبے اپنی ترقی کے راہ پر گامزن ہونگے اور ہمارا عوام جو ہے وہ ترقی کے راہ پر گامزن ہو جائے گا۔ تو یہ کسی کو بھی برداشت نہیں یہ کسی ملک کو برداشت نہیں۔ تو میڈم اسپیکر اُس کے ساتھ ہم اگر فیڈرل کی بات کرتے ہیں یا پنجاب کی بات کرتے ہیں جتنے بھی این ایف سی ایوارڈ ہے تو اُس کے حوالے سے این ایف سی ایوارڈ میں جتنے بھی ہمارے یہاں پر بڑے بیٹھے ہوئے ہیں وہ جا کہ بات کریں این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے اگر ہمارا حصہ ہمیں ملتا ہے تو ہم آگے اپنے صوبے کو ترقی دے سکتے ہیں۔ فیڈرل بجٹ پر ہم نے بات کی ہمارے دوستوں نے بات کی کہ 8 ارب روپے رکھے گئے ہیں اُس میں تین ارب دیے گئے ہیں اور اُس میں بھی اُنہوں نے ہمیں ایک ارب چالیس کروڑ یا ایک ارب پچاس کروڑ روپے میرا خیال ہے دیے ہیں باقی بھی نہیں دیے ہیں۔ تو یہ جو زیادتی ہے اس صوبے کے ساتھ یہ 65 سال سے چلا آ رہا ہے لیکن ابھی بھی یہ تسلسل چل رہا ہے۔ 18th amendment کے بعد تو یہ ساری چیزیں ختم ہونی چاہیے تھیں۔ 18th amendment کے بعد جتنے بھی ہمارے حقوق تھے یا ہمارے جتنے بھی وسائل تھے ہمیں ملنے چاہیے تھے لیکن ابھی بھی اُس میں بہت سی رکاوٹیں ہیں میڈم۔ نواب ثناء اللہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وزیر اعلیٰ بلوچستان ہمارے جتنے بھی پارٹی کے پارلیمانی لیڈران بیٹھے ہوئے ہیں اُن سے ہم یہ request کرتے ہیں کہ اس کو سنجیدگی سے وہاں پر اٹھایا جائے اس مسئلے کو کہ صوبے کے جو بھی حقوق ہیں وہ صوبے کو دینے چاہیے تاکہ یہ جہاں پر محرومیاں ہے یہ ختم ہو جائے میڈم اسپیکر۔ بجٹ کے حوالے سے یہاں پر جو بھی چیزیں PSDP میں آئی ہے میں نواب ثناء اللہ صاحب کو اور اُن کی ٹیم کو ایک بار پھر مبارک باد دوں گا۔ کیونکہ جتنے بھی حکومتیں گزری ہیں تنقید تو بڑا آسان کام ہے یہ جتنے بھی مسائل جس کا ہم سامنا کر رہے ہیں یہ وہ نئے ہیں جو ہمیں ملے ہیں اور آج ہم جس مشکلات سے گزر رہے ہیں اس حالات میں ہم نے جو بجٹ بنایا ہے جس مشکلات میں ہم نے بجٹ بنایا ہے وہ ہمیں معلوم ہے۔ 2002ء کا میرا خیال خیل روڈ 2002ء سے یہ چلا آ رہا ہے 2017ء تک پڑا ہوا ہے PSDP میں۔ تو اس کی وجہ کیا تھی اس کی وجہ تو یہی تھی کہ Revise, revise, revise تو اس کے بعد جب نئی حکومت آتی ہے اُس کے لیے کچھ بھی نہیں بچا جاتا نہ آپ اُس کے لیے کچھ رکھ سکتے ہو۔ تو اس حوالے سے جتنی بھی ہمارے کور کمیٹی نے یہ کام کیا ہے complete کیا ہے اُنہوں نے سارے جو side تھے اُن کو دیکھا اُس کے بعد

بجٹ بنا کے PSDP میں reflect ہوا۔ ہو سکتا ہے اس میں کچھ نہ کچھ ضرور کمیاں ہوں گی یہ نہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ یہ complete ہوگا ہو سکتا ہے کہ اس میں ہونگی لیکن میں کہتا ہوں کہ 65ء سال یا اس جو جتنے بھی ہمارے سے پہلے حکومتیں گزری ہے سب سے بہتر بجٹ یہی ہے جو 17-2016ء ہے۔ وہ اس لیے کہوں گا کہ جتنے بھی بجٹ ہوئے ہیں اس میں کوئٹہ سٹی کو کبھی بھی recommendation نہیں ملی تھی تقویت نہیں ملی تھی یہ پہلا بجٹ ہے میڈم اسپیکر جس میں کوئٹہ سٹی کو recommend کیا اور کوئٹہ سٹی کو انہوں نے ترجیحات دیں۔ اس لیے کہ اگر ہم پشتون کی بات کرتے ہیں interior کی یا ہم بلوچ کی بات کرتے ہیں interior کی تمام جتنے بھی حکوم ہاں ہے وہ یہاں آ کہ کوئٹہ میں بسنیں لگے ہیں۔ کوئٹہ ہمارا face ہے اس کی وجہ drought تھی وہاں کی محیثیت ان کی ختم ہو چکی ان کا روزگار ختم ہوا ان کا کاروبار ختم ہوا اس کے بعد وہ آ کہ کوئٹہ میں بسنے لگے تب جا کہ کوئٹہ پر burden زیادہ ہوا۔ اور پہلی دفعہ پھر اس کو مد نظر رکھتے ہوئے جیسے کے مستقل حل کبھی بھی ہم نے نہ سوچا تھا نہ اس پر ہم نے کام کیا تھا میں اس vision کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ 40 ارب روپے جو رکھے گئے ہیں water کے لیے پٹ فیڈر سے پانی اس کوئٹہ شہر کے لیے یہ ایک permanent حل ہے۔ اس سے پہلے کبھی بھی زرا سوچ یا یہ vision ہمارے سامنے نہیں آئی تھی یہ ابتدائی جو کام شروع ہوا ہے انشاء اللہ یہ پایہ تکمیل تک پہنچے گا میڈم اسپیکر۔ معاز transit train کے حوالے سے کبھی بھی اس عوام کے لیے ہم لوگوں نے نہیں سوچا تھا سنجیدگی سے کیونکہ اگر ہم دیکھے اس کرسی پر ہم جو بیٹھے ہوئے ہیں اس ایوان میں جو ہم بیٹھے ہوئے ہیں ہم ان عوام کے ذریعے اس stage تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اور اگر ہم نے اس پر شفقت کا ہاتھ نہ رکھا تو کون رکھے گا میڈم اسپیکر؟۔ کوئی باہر سے آئیں گا؟ تو یہی موقع ہے اگر ہم ان کے سر کے اُپر شفقت کا ہاتھ رکھے اور وہ اس ایوان سے ہم رکھ سکتے ہیں۔ یہی ایوان ہے اور یہی جمہوریت ہے جس کے ذریعے ہم ایوان کو ترقی دے سکتے ہیں۔ ہمارے پاس کوئی فیکٹری نہیں، ہمارے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں میری بہن نے بات کی یہاں پر کہ گورنمنٹ کچھ بھی اتنا زیادہ oblige نہیں کر سکتی یہ حقیقت ہے۔ اگر ہم oblige کرتے جائیں گے تو ہمارا جو بجٹ ہے میڈم اسپیکر آج اگر ہم کہتے ہیں کہ 71 ارب روپے ہمارا development ہے تو وہ بھی ہمارا چلا جائے گا non development میں تو اس حوالے سے ہم نے پرائیوٹ سیکٹر کو بھی ترجیح دینی ہوگی۔ ہم نے اپنے عوام کے لیے فیکٹریاں، سی پیک کیا ہے سی پیک ایسا کچھ بھی نہیں سی پیک میں یہ ہے کہ ہمیں جو انڈسٹریل زون ہے ہمیں وہ چاہیے اس کا۔ روٹ تو بنتے رہتے ہیں روٹ تو بن جائیں گے۔ میں بھی بنا رہا ہوں باقی ہمارے جو بھائی ہے وہ بھی بنا رہے ہیں لیکن اس میں جو ایک main چیز ہے وہ ہے industrial zones۔ جس میں

روزگار ہوگا۔ جس میں ہمیں روزگار ملے گا جس میں ہم اپنے جو بچے ہمارے آنے والی نسلیں ہیں ہم اُس کو وہاں پر روزگار دے پائیں گے۔ اگر ہم اُن کو روزگار نہیں دے پائیں تو وہ ایک منفی راستے پر نکل جائیں گے۔ ہمیں اُن کو مثبت راستے پر لانے کا یہ طریقہ ہے جیسے کہ ایک اور بات laptops کے حوالے سے۔ ہمیں youth کو سنبھالنا ہوگا۔ ہمیں youth کو ایک platform پر لانا ہوگا۔ جس دن ہم اپنے youth کو سنبھال پائیں ہم نے اُس کو ایک اچھا future دیا۔ یہ ملک یہ صوبہ ہم بہت ترقی کر پائیں گے میڈم اسپیکر۔ اس حوالے سے میڈم اسپیکر! میں تو زیادہ بات نہیں کروں گا، سارے جتنے بھی sides تھے۔ دوستوں نے اُن پر بات کی ہیں۔ لیکن یہاں پر ایک بات ضرور کروں گا کہ یہ وقت وہ وقت آچکا ہے کہ ہم تمام چاہے وہ سول گورنمنٹ ہو چاہے وہ فورسز ہوں ہمارے چاہے وہ میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا ہو یا ہمارے فورسز ہوں یا ہمارے بیوروکریٹس ہوں ہم نے ایک ہی پلیٹ فارم پر چل کے متحد ہونا ہوگا ہمیں۔ اگر ہم متحد نہیں ہوئے پھر ہم پھٹ جائیں گے پھٹنے کے بعد جو ہمارے ساتھ ہو رہے ہیں ہمسایہ ممالک سے۔ تو ہمارے لئے وہ بہت ہی غلط alarm ہے۔ تو ہم تمام ایک ہی پلیٹ فارم پر آئیں۔ اس پلیٹ فارم پر آئیں کیونکہ اگر یہ ملک ہوگا یہ صوبہ ہوگا تو ہم survive کر پائیں گے اور ہم آگے چل پائیں گے۔ اگر بجلی ہو پانی ہو سب کچھ ہو لیکن یہ ملک اور صوبہ نہ ہو تو ہم کہاں جائیں گے۔ تو اس حوالے سے اگر ہم نے ابھی بھی ہوش کے ناخن نہیں لیئے تو میرے خیال سے ہم اس سے زیادہ مصیبت میں پڑ جائیں گے۔ تو میں ایک بار پھر اس عوام دوست بجٹ پر دل کی گہرائیوں سے سی ایم صاحب کو اس کے جو کمیٹی تھی core ہمارے بیوروکریسی کو، ہمارے فورسز کو تمام کو اور صوبہ کے تمام لوگوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ شکر یہ میڈم اسپیکر۔ (ڈیسک بجائے گئے)۔

میڈم اسپیکر:- شکر یہ منظور خان صاحب۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 24 جون 2016ء بوقت سہ پہر 03:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06 بجکر 17 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)